

درجہ - 10

لالہ وگل



حصہ - 2



INDIAN ARMY

Arms you FOR LIFE AND CAREER AS AN OFFICER

Visit us at www.joinindianarmy.nic.in

or call us (011) 26173215, 26175473, 26172861

Ser NO	Course	Vacancies Per Course	Age	Qualification	Appln to be received by	Training Academy	Duration of Training
1.	NDA	300	16½ - 19 Yrs	10+2 for Army 10+2 (PCM) for AF, Navy	10 Nov & 10 Apr (by UPSC)	NDA Pune	3 Yrs + 1 yr at IMA
2.	10+2 (TES) Tech Entry Scheme	85	16½ - 19½ Yrs	10+2 (PCM) (aggregate 70% and above)	30 Jun & 31 Oct	IMA Dehradun	5 Yrs
3.	IMA(DE)	250	19 - 24 Yrs	Graduation	May & Oct (by UPSC)	IMA Dehradun	1½ Yrs
4.	SSC (NT) (Men)	175	19 - 25 Yrs	Graduation	May & Oct (by UPSC)	OTA Chennai	49 Weeks
5.	SSC (NT) (Women) (including Non- tech Specialists and JAG entry)	As notified	19 - 25 Yrs for Graduates 21-27 Yrs for Post Graduate/ Specialists/ JAG	Graduation/ Post Graduation /Degree with Diploma/ BA LLB	Feb/Mar & Jul/ Aug (by UPSC)	OTA Chennai	49 Weeks
6.	NCC (SPL) (Men)	50	19 - 25 Yrs	Graduate 50% marks & NCC 'C' Certificate (min B Grade)	Oct/ Nov & Apr/ May	OTA Chennai	49 Weeks
	NCC (SPL) (Women)	As notified					
7.	JAG (Men)	As notified	21 - 27 Yrs	Graduate with LLB/ LLM with 55% marks	Apr / May	OTA Chennai	49 Weeks
8.	UES	60	19-25 Yrs (FY) 18-24 Yrs (PFY)	BE/B Tech	31 Jul	IMA Dehradun	One Year
9.	TGC (Engineers)	As notified	20-27 Yrs	BE/ B Tech	Apr/ May & Oct/ Nov	IMA Dehradun	One Year
10.	TGC (AEC)	As notified	23-27 Yrs	MA/ M Sc. in 1 st or 2 nd Div	Apr/ May & Oct/ Nov	IMA Dehradun	One Year
11.	SSC (T) (Men)	50	20-27 Yrs	Engg Degree	Apr/ May & Oct/ Nov	OTA Chennai	49 Weeks
12.	SSC (T) (Women)	As notified	20-27 Yrs	Engg Degree	Feb/ Mar & Jul/ Aug	OTA Chennai	49 Weeks

۶۔ پہلی رباعی کی روشنی میں ہمارا عمل کیسا ہونا چاہیے۔ اسے مختصر طور پر بیان کیجیے۔

عملی کام

- ۱۔ فعل امر بنانے کا قاعدہ مثال کے ساتھ لکھیے۔
- ۲۔ مندرجہ ذیل مصادر سے فعل امر کی گردان معنی کے ساتھ لکھیے:

کشادن

شمودن



LALA-O-GUL

PART-2

(Persian Textbook for Class-X)



قومی ترانہ

جَن گَن مَن اُدھینایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ وڈھاتا !
پنجاب سندھو گجرات مراٹھا
دراوڑ اُتکل بنگ !
وِندھیہ ہماچل یما گنگا
اُچھل جل دھی ترنگ !
تو شہ نائے جاگے،
تو شہ آتش ماگے،
گاہے تو جے گا تھا !
جَن گَن منگل دایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ وڈھاتا !
جیہ ہے، جیہ ہے، جیہ ہے،
جیہ جیہ جیہ، جیہ ہے !



बिहार स्टेट टेक्स्ट बुक पब्लिशिंग कॉर्पोरेशन लिमिटेड, बुद्ध मार्ग, पटना-1
BIHAR STATE TEXTBOOK PUBLISHING CORPORATION LTD., BUDH MARG, PATNA-1

आवरण मुद्रण : मोनोग्राफ प्रिन्टर्स, कंकड़बाग, पटना-20

لالہ وگل

(حصہ دُوم)

فارسی کی درسی کتاب درجہ دہم کے لیے



بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ

محکمہ فروغ وسائل انسانی (H.R.D.)، حکومت بہار سے منظور

ریاستی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (SCERT) پٹنہ کے تعاون سے پوری ریاست بہار کے لیے

© بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ

پہلی اشاعت : 2010 : 10,000

قیمت : RS - 22.50

شائع کردہ
بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ

پاٹھنہ پتھک بھون، بدھ مارگ

پٹنہ 800001

Printed at : Agrawal Enterprises, Patna - 800 001

اپنی بات

محکمہ فروغ وسائل انسانی، حکومت بہار کے فیصلے کے مطابق اپریل 2009ء سے پہلے مرحلے میں ریاست کے درجہ IX کے طلبہ و طالبات کے لئے نئے نصاب کو نافذ کیا گیا۔ اسی سلسلے میں تعلیمی سال 2010 کے لئے درجہ I, III, VI اور X کی سبھی لسانی (Language) اور غیر لسانی (Non-Language) درسی کتابوں کا نصاب نافذ کیا جا رہا ہے۔

اس نئے نصاب کے تحت قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (NCERT) کے ذریعہ تیار کردہ درجہ X کی حساب (ریاضی) اور سائنس، نیز صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (SCERT) بہار، پٹنہ کے ذریعہ تیار کردہ درجہ I, III, VI اور X کی سبھی درسی کتابیں بہار اسٹیٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی جانب سے سرورق کی ڈیزائننگ کر کے شائع کی جا رہی ہیں۔

ریاست بہار میں معیاری اسکولی تعلیم کے لئے عزت مآب وزیر اعلیٰ بہار شری نییش کمار، محکمہ فروغ وسائل انسانی کے وزیر، شری ہری نارائن سنگھ اور ساتھ ہی محکمہ فروغ وسائل انسانی کے پرنسپل سکریٹری، شری انجینی کمار سنگھ کی رہنمائی کے لئے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔

NCERT نئی دہلی اور SCERT بہار، پٹنہ کے ڈائریکٹر صاحبان کے بھی ہم شکر گزار ہیں جن کا شیش قیمت تعاون ہمیں ملا۔ شری بسنت کمار، اکادمک رجسٹرار، بہار اسٹیٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی محنت اور لگن کے لئے بھی ہم شکر گزار ہیں جنہوں نے Team spirit کے تحت ان تمام کاموں کو بہ حسن و خوبی انجام دیا۔ کارپوریشن طلبہ، گارجین حضرات، اساتذہ اور دانشوروں کے مفید مشوروں کا ہمیشہ خیر مقدم کرے گا تاکہ ریاست بہار کو ملک کے تعلیمی شعبہ میں بلند مقام حاصل ہو سکے۔

آشوتوش (I.F.S)

مینجنگ ڈائریکٹر

بہار اسٹیٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ



لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

چند سال قبل اسٹیٹ کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (S.C.E.R.T.)، بہار نے اسکوئی تعلیم بشمول 2+ کے لیے مبسوط اور مکمل نصاب تیار کرنے کی سعی بلیغ کا آغاز کیا، گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کے لیے زبان و ادب اور سماجیات پر متعدد کتابوں کی اشاعت پایہ تکمیل تک پہنچی۔ گرچہ ہمارے ادارے کے لیے کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں مرتبین و مؤلفین کی سرکردہ جماعت کو یکجا کر کے ترتیب و تالیف کے مختلف مراحل طے کرنا بالکل ہی ایک نئی اور کافی اہم ذمہ داری تھی لیکن ہمارے عزم اور ہمارے رفقاء کار کے بھرپور تعاون، مخلصانہ محنت اور انتھک و مسلسل کوششوں سے یہ نیا، اہم اور بڑا کام انجام پاسکا اور بہ حسن و خوبی کتابوں کی اشاعت ہو گئی اس کے لیے ہمارے ادارے کے تمام درجے کے رفقاء کار داد و تحسین اور شکر یہ کے مستحق ہیں۔ ان میں بالخصوص ڈاکٹر قاسم خورشید، ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف لئنگویسجز اور سید عبدالعصین، ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف ٹیچر ایجوکیشن کی مخلصانہ اور مسلسل رہنمائی اور تعاون نے ترتیب و تالیف کے اہم امور کو بہت آسان کر دیا، ہم اُن کے بھی شاکر و ممنون ہیں۔

ہم نے ہر زبان کی کتاب تیار کرنے کے لیے مضامین کے مستند علما اور ماہرین فن اور معروف قلم کاروں کی الگ الگ جماعتیں تیار کیں۔ دسویں جماعت کے لیے فارسی کی ایک اصل درسی کتاب اور ضمیمہ کے طور پر ایک اضافی کتاب تیار کرائی گئی۔ ماہرین نے اس امر پر خاص توجہ دی ہے کہ کتابیں دور جدید کے نئے نئے بدلتے اور روز افزوں ترقی پذیر تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔ پروفیسر (کیپٹن) ڈاکٹر محمد شرف عالم، سابق وائس چانسلر مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ کی سربراہی و نگرانی میں گروہ فارسی نے خوب سے خوب تر معیار کی کتابوں کی ترتیب و تالیف کا کام انجام دیا۔ ماہرین و معاونین کی اس جماعت میں معمر و باز نشست استاذ فارسی و اردو و عربی جناب محمد ولی اللہ صاحب، فاضل فارسی و حدیث، ایم. اے. فارسی و ایم. اے. عربی، ڈپ. این. ایڈ. کا اور ڈاکٹر محمد عابد حسین، صدر شعبہ فارسی پٹنہ یونیورسٹی نام قابل ذکر ہے۔ مؤلفین و مرتبین فارسی کی اس جماعت کے ہر فرد

بالخصوص اس کے سربراہ ونگراں پروفیسر محمد شرف عالم کے ہم بے حد ممنون و شکر گزار ہیں۔ جنہوں نے اس علمی کام کے لیے اپنے مصروف ترین مشاغل کے باوجود وقت نکال کر اس کا رگراں کو بطور احسن انجام دیا جیسا کہ ہمیں معلوم ہے فارسی زبان دنیا کی شیریں ترین اور سہل ترین زبانوں میں ایک ہے۔ اس لیے مرتبین نے خصوصی توجہ کے ساتھ کتابوں کی تیاری میں سہل، معلومات افزا اور دل انگیز زبان کا استعمال کیا ہے تاکہ نوآموزان فارسی زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے سکیں اور اس زبان کو دشوار سمجھ کر اذیت و غم اختیار کرنے والوں کو اپنی طرف راغب کر سکیں۔

ہمیں یقین ہے کہ کتابیں اپنے مقاصد میں صد فی صد مفید و کارآمد ثابت ہوں گی اور طلباء و طالبات کے ذوق و شوق میں اضافے کا باعث بنیں گی اور ان کے حوصلے بڑھائیں گی۔ نظر ثانی کمیٹی اور صلاح کار کمیٹی کے معزز اراکین نے کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا اور مفید و کارآمد مشورے دے کر کتاب کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ ہم ان تمام ماہر اراکین کے بھی شکر گزار ہیں۔ مزید برآں کتاب کی تیاری سے متعلق متعدد ورکشاپ میں گراں قدر مشوروں کے لیے ہم تمام شرکا کے ممنون کرم ہیں۔

بہار نکست بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ پٹنہ کے چیئرمین کا ہم خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی سرپرستی و رہنمائی میں کتابوں کی تیاری سے لے کر ان کی طباعت تک کے تمام مراحل باسانی طے پاسکے۔ کتابوں سے استفادہ کرنے والے طلباء و طالبات، اساتذہ گرامی اور فارسی زبان و ادب سے علاقہ مندی رکھنے والوں کے مثبت اور مفید مشوروں کے ہم منتظر رہیں گے اور شکریہ کے ساتھ ان کے ضروری مشوروں پر کتاب کی دوسری اشاعت میں ان کی ممکن اصلاح کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

حسن وارث
ڈائریکٹر
ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی، بہار، پٹنہ



لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

معلمین و متعلمین سے چند باتیں

دنیا کے تعلیم و تدریس میں زبان و ادب کی تعلیم و تدریس کو اولیت کا درجہ و مقام حاصل ہے۔ بالخصوص مادری زبان میں تدریس ایک مستحکم بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ملک میں، دیگر ریاستوں کی مانند ریاست بہار میں بھی، مختلف زبانیں مادری زبان کے زمرے میں آتی ہیں۔ بایں ہمہ قومی اور مقامی زبانوں کے ساتھ حسب ضرورت غیر ملکی زبانوں سے بھی ہماری نوخیز نسل کو واقف ہونا ضروری ہے۔

بین الاقوامی زبانوں کی فہرست میں ہندوستانی درجہ ہوں میں دیگر زبان بالخصوص انگریزی کے ساتھ فارسی اور عربی زبانوں کی بھی درس و تدریس کا نظم ہے گرچہ یہاں چند دیگر زبانوں کے ساتھ فارسی و عربی زبانوں کا بھی شمار کلاسیکی زبانوں (یعنی قدیم و غیر مروج) کے ذیل میں آتا ہے لیکن فی الحقیقت یہ دونوں زبانیں دنیا کی کافی متحرک اور بلاشبہ کثیر الاستعمال زبانیں ہیں۔ اگر ایک طرف فارسی نصف درجن سے زیادہ ملکوں میں مادری زبان کی حیثیت رکھتی ہے تو دوسری طرف عربی زبان کو کئی درجن ممالک میں مادری و سرکاری ورکی زبان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لہذا ان دونوں زبانوں کی تدریسی اہمیت محتاج وضاحت نہیں۔

عربی اور فارسی زبانوں میں تحریری و تقریری صلاحیتوں کے حامل افراد کی ملک کے اندر اور بیرون ممالک میں بہت زیادہ مانگ ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ، نورزم، ریڈیو، ٹیلی ویژن، سفارت خانوں اور علوم مشرقی کی لائبریریوں میں ان زبانوں کے واقف کاروں کے لیے ملازمتیں مختص ہیں اور دوسری طرف تقریباً پوری دنیا کے بڑے اور ترقی یافتہ ممالک ایسے باصلاحیت افراد کی تلاش میں رہتے ہیں تاکہ انھیں فارسی اور عربی دنیا کے سیاسی، اقتصادی، دفاعی اور فلاحی و بہبودی حالات و کیفیات کی بروقت اور حسب ضرورت واقفیت حاصل ہوتی رہے۔

علاوہ ازیں ہندوستان کے عہد وسطی کا تمام علمی و ادبی، تاریخی، سماجی، معاشی و معاشرتی اطلاعات کا سرمایہ بشمول دین و مذہب اور تہذیب و ثقافت سے متعلق علوم کا ذخیرہ ان ہی دو زبانوں میں محفوظ ہے۔ ان زبانوں سے عدم واقفیت

ہمیں اپنے ورثوں کی صحیح اور مکمل واقفیت سے محروم کر دے گی۔ مجبوراً اور ضرورتاً ہمیں بالواسطہ ذرائع پر انھار کرنا ہوگا جو بلاشبہ متعصبانہ، جانبدارانہ اور حقائق کو پیس پشت ڈالنے والے ہیں۔

مندرجہ بالا وضاحت سے راقم السطور کا مقصد ان دو زبانوں یعنی عربی و فارسی کی ہمہ جہت اہمیت و افادیت اور ضرورت کو عوام کی خدمت میں پیش کرنا ہے تاکہ وہ ان زبانوں کی طرف راغب ہوں اور اپنے نو بہانوں کو اس سمت شوق دلائیں جس سے ان کی دلچسپی میں اضافہ ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ زمانہ کی ضرورت کے پیش نظر آگے چل کر وہ جس علم و فن میں چاہیں اپنی رغبت بڑھائیں لیکن ابتدائی اور ثانوی درجوں میں کم از کم حسب ضرورت ان زبانوں سے واقفیت ضرور حاصل کر لیں تاکہ تا عمر انھیں اس طرف سے اطمینان رہے۔ مزید برآں عمر کے آخری دور میں کتب افسوس نہ ملنا پڑے اور محرومی کا احساس نہ ہو۔

دسویں جماعت کے لیے فارسی اور عربی زبانوں کے لیے دو دو کتابیں تیار کی گئی ہیں ایک خاص درسی کتاب ہے اور دوسری سہ ماہی یعنی معاون و ضمنی۔ متعلمین کی ذہنی سطح اور معیار کے مطابق درسی کتاب ترمیم دی گئی ہے جب کہ ضمنی یا معاون کتاب کا خاص مقصد انھیں بول چال کی زبان سکھانا ہے۔

ماہرین زبان اور تجربہ کار معلموں نے نہایت آسان و سہل اور دلچسپ و کارآمد اسباق اور ان سے متعلق مواد بڑی محنت سے تیار کیے ہیں تاکہ بچوں کا شوق بڑھے اور وہ ان زبانوں کی طرف راغب ہوں۔ مرتبین کتاب کے ہر ذکن ہمارے امتنان و تشکر کے مستحق ہیں۔ محکمہ ثانوی تعلیم حکومت بہار کے پرنسپل سکریٹری جناب انجینی کار سنگھ، ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ کے ڈائریکٹر جناب حسن وارث، بہار اسکول اکرڈمیشن بورڈ کے ڈائریکٹر (اکادمک) جناب رگھویش کار کے ساتھ بہار بک پبلیشنگ کارپوریشن لمیٹڈ پٹنہ کے چیئرمین کا ہم خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی سرپرستی و رہنمائی میں کتابوں کی تیاری سے لے کر ان کی طباعت تک کے تمام مراحل باسانی طے پاسکے۔

ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ کے ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف لٹریچر ڈاکٹر قاسم خورشید نے تمام انتظامی امور میں ہمیشہ حوصلہ افزا شمولیت اور بھرپور تعاون دیا۔ ہم ان کی منصبی کاوشوں اور محکمانہ اقدام کے لیے شاکر و ممنون ہیں۔ ساتھ ہی جناب امتیاز عالم کی ہمہ وقت سچی لگن اور محنت و ہمدردی سے ہمیں وافر سہولیتیں فراہم ہوئیں، ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں۔ علاوہ ازیں ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ کے تمام کارکنان ہمہ دم خدمت گزاری کے لیے آمادہ رہے، ہم ان سبھوں کو بھی مزاور تشکر تصور کرتے ہیں۔

معزز تجربہ کاروں نے پوری دلچسپی اور توجہ کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ کیا اور حسب ضرورت کارآمد و مفید

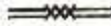
مشوروں سے نوازا، ان تمام محترم حضرات کا شکریہ ادا کرنا ہماری منہی ذمہ داری ہے۔ کتابوں کو مزید دیدہ زیب بنانے کی کاوشوں کے لیے عزیزی محمد معظم احمد کپیوٹر کمپوزنگ کے کاموں میں سنجیدگی اور تخیل کے لیے ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔ پیش نظر درسی و معاون کتابوں سے متعلق ہم اساتذہ گرامی، سرپرست حضرات اور دانش جو یان عزیزی کی مثبت رایوں اور لائق عمل مشوروں کے منتظر رہیں گے۔ انشاء اللہ ان کتابوں کی دوسری اشاعت میں ان کے مشوروں پر مثبت کارروائی کی جائے گی۔

ہماری دعا ہے کہ یہ کتاب متعلمین کی زندگی کو سنوارنے میں معاون ہو اور وہ لوگ ہندوستان کے مثالی شہری بن سکیں۔ آمین!

پروفیسر (کیپٹن) ڈاکٹر محمد شرف عالم

مرتب

سابق وائس چانسلر، مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ



زیر سرپرستی

● جناب رکھنوش کمار

ڈاکٹر (اکادمک) بہار اسکول اکڑامی ٹیشن بورڈ (سینئر سکندری)، پٹنہ

● ڈاکٹر سید عبدالمجید، صدر، میجرس ایجوکیشن

ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی، بہار

● جناب حسن وارث

ڈاکٹر، ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی، بہار

● ڈاکٹر قاسم خورشید، صدر، لیکنو میجر ڈپارٹمنٹ، ایس۔

سی۔ ای۔ آر۔ ٹی، بہار

مرتب

پروفیسر (کیپٹن) ڈاکٹر محمد شرف عالم، سابق وائس چانسلر، مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ

محمد ولی اللہ، فاضل فارسی، ام۔ اے، ڈپ۔ این ایڈ، سابق استاد سنٹرل کریسیہ ہائی اسکول، جمشید پور

ڈاکٹر محمد عابد حسین، صدر شعبہ فارسی پٹنہ یونیورسٹی

پروگرام کنویز

محمد امتیاز عالم، لکچرر، ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی، بہار، پٹنہ

تجویز کار

ڈاکٹر حبیب الرحمن، پروفیسر آف پشین (ریٹائرڈ) پٹنہ یونیورسٹی



فہرست عنوانہا

بخش نثر

4	شیخ سعدی	مردم آزاری	❖	1- حکایات:
8	شیخ سعدی	زاهدی مہمان پادشاهی	❖	
11	ماخوذ	چوپان دروغ گو	❖	
15	ماخوذ	طراری امانت دار	❖	
19	ماخوذ	مہمان نوازی	❖	2- مضامین:
23	ماخوذ	جشن نوروز	❖	
27	ماخوذ	زن درہند	❖	
31	ماخوذ	فردوسی	❖	
34	ماخوذ	امیر خسرو	❖	
42		تذکرہ: مجمع الفناکس۔ از سراج الدین خاں آرزو:	❖	3-
43		آزاد بلگرامی	❖	
		منظہر جانجناں	❖	
50	ماخوذ	داستان کوتاہ:	❖	4-
		دھقان فدا کار	❖	

بخش نظم

- 1- حمد :
❖ حمد بی حمد مرخدی پاک را عطاء، شیخ فرید الدین 60
- 2- نعت:
❖ مرجاسید مکی مدنی العربی قدسی، حاجی محمد جان 67
- 3- غزل:
❖ آشیان عنقا شہریار 72
❖ نالہ بلبل شہریار 74
❖ صبر و خرد بہ عشق نیامد بکار ما نصر پھلواروی 79
❖ بزلف او اگر دل بستہ باشی نصر پھلواروی 83
- 4- نظم:
❖ حسن نیت محمد تقی بہار 89
❖ اگر خواہی حیات اندر خطر زی علامہ اقبال 94
- 5- قصیدہ:
❖ تہنیتِ عید و مدحِ محمود فرخی 101
- 6- مثنوی:
❖ شہان و موسیٰ مولانا روم 107
- 7- رباعی:
❖ بیگانہ اگر وفا کند حکیم عمر خیام 115
❖ ای دوست غمِ جہان حکیم عمر خیام 116
❖ احوال شد از زشتی اعمال سرمد 120
❖ بکشای دری کہ نہ نماید سرمد 120

بخش نشر



لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

حکایت

انسان نے جب سے معاشرتی زندگی اختیار کی، اسی وقت سے قصہ و حکایت کی روایت ملتی ہے۔ پہلے اسے زبانی طور پر خاندان کے بزرگ بچوں کو سناتے تھے۔ بعد میں اس نے داستان کی شکل اختیار کی۔ داستانوں میں غیر فطری عناصر جیسے دیو، جن اور پریوں کے واقعات کو پیش کیا جاتا تھا۔ یہ واقعات حیرت انگیز اور تعجب خیز ہوتے تھے اور اس میں نئی کہانیاں پیدا ہوتی رہتی تھیں۔ اس طرح ہر داستان بہت طویل ہوتی تھی جیسے الف لیلہ، قصہ حاتم طائی وغیرہ۔

نئے دور میں حقیقی زندگی سے تعلق رکھنے والے واقعات کو موضوع بنایا گیا، جس سے ناول اور افسانے کی صنف پیدا ہوئی۔ فارسی میں افسانے کو ”داستان کوتاہ“ بھی کہتے ہیں۔ عموماً حکایتیں سبق آموز اور ہند و نصیحت سے معمور ہوتی تھیں۔ گلستاں، اخلاق محسنی، کلیلہ و دمنہ اور قابوس نامہ ایسی ہی حکایتوں کے مجموعے ہیں۔ اس نصابی کتاب میں چار حکایتیں شامل کی گئی ہیں۔ گلستان سعدی سے دو حکایتیں لی گئی ہیں، ایک قابوس نامہ سے اور ایک حکایت ”فارسی برای غیر فارسی زبانان“ سے ماخوذ ہے۔



شیخ سعدی

آٹھ سو سال پہلے ایک عالم و دانشور اور بے مثال شاعر جن کا نام مشرف الدین تھا۔ شیراز میں زندگی بسر کرتے تھے۔ طالب علمی کے زمانے میں ہی شاعر کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ لیکن انھوں نے اپنی تعلیم جاری رکھی۔ شیراز میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بغداد روانہ ہوئے۔ یہاں کے مشہور مدرسہ نظامیہ اور دوسری علمی محفلوں میں علوم و فضائل حاصل کرتے رہے۔ جوانی ہی سے بے چین روح رکھتے تھے۔ کسی ایک جگہ پابند ہو کر نہ رہے۔ ساری دنیا کی سیر کرنا اور لوگوں کو دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ مناظر قدرت



سعدی کا مقبرہ

کے شیدائی تھے۔ ایک لمبی مدت تک دنیا گھومتے رہے اور شہروں دیہاتوں میں مختلف قسم کے لوگوں سے ملاقات کرتے رہے۔ انھوں نے بے شمار چیزیں اپنے ذہن میں محفوظ کر لیں۔ پھر شیراز واپس آئے۔ اس وقت وہ ایک مشہور اور کہنہ مشق شاعر ہو چکے تھے۔

پچاس سال کی عمر میں سعدی نے ”گلستان“ نامی کتاب لکھی جو نظم ملی ہوئی نثر میں ہے۔ گلستان کی تحریریں سادہ، رواں اور دل پذیر ہیں۔ ان کی دوسری کتاب ”بوستان“ نظم میں ہے۔ گلستان اور بوستان میں اخلاقی باتیں اور نصیحتیں حکایتوں کی صورت میں بیان ہوئی ہیں۔ ان دونوں کتابوں کے علاوہ سعدی کی غزلوں اور دیگر نظموں کا مجموعہ بھی ہے جو ”کلیات سعدی“ کے نام سے معروف ہے۔

سعدی کی جائے ولادت اور مقام وفات دونوں ہی شہر شیراز ہے۔ شیراز (ایران) میں ان کی آرامگاہ مرجع خلافت ہے۔



حکایت (۱)

شیخ سعدی

مردم آزاری را حکایت کنند

مردم آزاری را حکایت کنند که سنگی بر سر صالحی زد۔ درویشی را مجالی انتقام نبود۔ سنگ را نگاه میداشت تا زمانیکه ملک را بران لشکری خشم آمد و در چاه کرد۔ درویش اندر آمد و سنگ بر سرش کوفت۔ گفت تو کیستی و این سنگ چرا زدی؟ گفت من فلانم و این همان سنگ است که در فلان تاریخ بر سر من زدی۔ گفت، چندین روزگار کجا بودی؟ گفت، از جاهت اندیشه می کردم۔ اکنون که در چاهت دیدم فرصت غنیمت دانستم۔

(ماخوذ از گلستان سعدی)



مشکل الفاظ کے معانی

ظالم	=	مردم آزار
لوگوں کو ستانا	=	مردم آزاری
پتھر	=	سنگ
(صالح + ی) ایک نیک شخص	=	صالحی
اس نے مارا	=	زد
بدلہ	=	انتقام
سپاہی	=	لشکر
غصہ آیا	=	خشم آمد
کنواں	=	چاہ
مرتبہ	=	چاہ
نالائق	=	ناسزا
قسمت والا، حکمراں	=	بختیار
پرہیز	=	اختیار
انتظار کرو	=	باش
باہر نکال لے۔ بر آوردن مصدر سے فعل امر حاضر۔	=	برآر

غور کرنے کی باتیں

اس حکایت میں شیخ سعدی نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ مردم آزاری ایک بُری صفت ہے، جس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ کسی طاقتور ظالم سے اس وقت اپنا انتقام لینا چاہیے

جب وہ مجبور ہو جائے اور ہم کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔ جس طرح ایک نیک آدمی پتھر کھانے کے باوجود انتقام لینے پر قادر نہ ہو سکا۔ اس نے وقت کا انتظار کیا۔ جب ظالم مجبور ہو گیا تو اس نے انتقام لیا۔ یہی عقل مندوں کا دستور ہے۔ جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے۔

نا سزائی را چو بنی بختیار عاقلان تسلیم کردند اختیار
باش تا دستش بہ بند روزگار پس بکام دوستان مغزش برار

جب تم کسی نالائق کو اقبال مند دیکھو (تو وہی کرو جو عقلمندوں نے کیا ہے)۔ ایسی صورت حال میں عقلمندوں نے ہمیشہ جھک جانا پسند کیا ہے۔ پھر انتظار کرو وقت کا کہ زمانہ اسے مجبور کر دے۔ اب دوستوں کی مرضی اور خواہش کے مطابق اس کا مغز باہر کر دو (یعنی اسے تباہ کر دو)۔

مختصر سوالات

- ۱- اس حکایت کے مصنف کون ہیں اور یہ ان کی کس کتاب سے ماخوذ ہے؟
- ۲- مردم آزار نے نیک آدمی کو پتھر کیوں مارا؟
- ۳- صالح آدمی نے اس پتھر کا کیا جواب دیا؟
- ۴- بادشاہ نے اس سپاہی کو کیا سزا دی؟
- ۵- نیک آدمی نے اس موقع سے کیا فائدہ اٹھایا؟

مختصر سوالات

- ۱- مردم آزار نے صالح آدمی کو کس چیز سے مارا؟
- ۲- بادشاہ نے سپاہی کو کہاں قید کیا؟
- ۳- صالح انسان نے کس چیز سے انتقام لیا؟
- ۴- مندرجہ ذیل الفاظ کو فارسی جملوں میں استعمال کیجیے:

سنگ

..... صالح
..... انتقام
..... لشکر
..... چاہ

عملی کام

❖ 'کردن' مصدر سے فعل ماضی مطلق کی گردان بنائیے۔

❖ ❖ ❖

حکایت (۲)

شیخ سعدی

زاهدی مہمانِ پادشاهی

زاهدی مہمانِ پادشاهی بود۔ چون بہ طعام بہ نشستند کمتر ازان خورد کہ ارادت او بود و چون بہ نماز برخاستند بیشتر ازان گزارد کہ عادت او بود تا ظنِّ صلاح در حق وی زیادت کند۔

فرد

ترسم نہ روی بہ کعبہ ای اعرابی
کین رہ کہ تومی روی بترکستان ست

چون بمقام خود آمد سفرہ خواست تا تناول کند۔ پیری داشت صاحب فراست، گفت ای پدر چرا در مجلس سلطان طعام نخوردی؟ گفت، در نظر ایشان چیزی نخوردم کہ بکار آید۔ گفت نماز را ہم قضا کن کہ چیزی نکردی کہ بکار آید۔



مشکل الفاظ کے معانی

کھانا	=	طعام
اس سے کم	=	کتر
اس سے زیادہ	=	بیشتر
زیادہ	=	زیادت
دستر خوان	=	سُفرہ
کھانا کھانا	=	تناول
لڑکا	=	پسر
عقل مندی	=	فراست
یہ لوگ	=	ایشان
تم نے نہیں کھایا	=	نخور دی

غور کرنے کی باتیں

اس حکایت میں شیخ سعدی نے بتایا ہے کہ جو عبادت ریاکاری کے لیے کی جائے وہ قابلِ مذمت ہے اور اس کی خدا کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ سعدی نے اس حکایت کے ذریعہ ہم کو یہ سبق دیا ہے کہ ہم ریاکاری کے کاموں سے بچیں اور سچائی پر دھیان دیں۔

مختصر سوالات

- ۱- بادشاہ کے گھر مہمان نے کھانا کم کیوں کھایا؟
- ۲- مہمان نے نماز زیادہ کیوں پڑھی؟

لالہ وگل (ہماری درپردہ)

۳- اپنے گھر آ کر اس نے دسترخوان کیوں طلب کیا؟

۴- اس کے لڑکے نے والد سے کیا پوچھا؟

۵- والد نے اس کا کیا جواب دیا؟

طویل سوالات

۱- اس کہانی کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے۔

عملی کام

۱- اس کہانی میں ماضی مطلق چنیے۔

۲- 'بودن' مصدر سے ماضی قریب کی گردان بنائیے۔

۳- مندرجہ ذیل الفاظ سے فارسی جملے بنائیے :

.....	زاحد
.....	مہمان
.....	طعام
.....	عادت
.....	نشرہ



لالہ ونگل (ہماری درجہ دہ)

حکایت (۳)

چوپان دروغ گو

چوپانی گاه گاه بی سبب فریادی کرد۔ ”گرگ آہ! گرگ آہ!“ مردم برای نجات چوپان و گوسفندان بہ سوی او می دویدند۔ ولی چوپان می خندید و مردم می فهمیدند کہ دروغ گفته است۔

ناگهان روزی گرگی بہ رَمہ زد۔ چوپان فریاد کرد و کمک خواست۔ مردم گمان کردند کہ باز دروغ می گوید۔ ہرچہ فریاد کرد کس بہ کمک او نہفت۔ چوپان دروغ گو تھا ماند و گرگ گوسفندان او را درید۔

(ماخوذ)



مشکل الفاظ کے معانی

چرواہا	=	چوپان
جھوٹ	=	دروغ
کبھی کبھی	=	گاہ گاہ
بھیڑیا	=	گرگ
بکری	=	گوسفند
دوڑتے تھے	=	می دویدند
اچانک	=	ناگہان
بکریوں کا ریوڑ	=	رمہ
مدد	=	عکمک

غور کرنے کی باتیں

اس حکایت میں دروغ گوئی یعنی جھوٹ بولنے کی برائی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ جھوٹ بولنا بہت بُری عادت ہے۔ چرواہے نے بلا ضرورت فریاد کی اور لوگوں کو پریشان کیا۔ اور جب واقعی بھیڑیا آگیا اور اس نے لوگوں کو بلایا تو کوئی نہیں آیا۔ سمجھوں نے یہ سمجھا کہ وہ پہلے کی طرح پھر جھوٹ بول رہا ہے۔ اس حکایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔

مختصر سوالات

- ۱- چرواہا بار بار کیا سوال کرتا تھا؟
- ۲- ایک دن بھیڑیا آگیا اور لوگ مدد کے لیے نہ پہنچے۔ کیوں؟

لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

۳- چرواہے کو جھوٹ بولنے کی کیا سزا ملی؟

طویل سوالات

۱- اس کہانی کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے۔

۲- اس کہانی سے کیا سبق ملتا ہے، بتائیے۔

عملی کام

۱- فارسی جملوں میں استعمال کیجیے:

..... گرگ

..... گوسفند

..... مردم

..... دروغ

..... ناگہان

۲- 'گفتن' مصدر سے فعل ماضی بعید کی گردان بنائیے۔



عنصر المعالی کی کاؤس

قابوس نامہ کے مصنف کا نام عنصر المعالی کی کاؤس بن اسکندر بن قابوس بن وشمگیر ہے۔ خاندان زیاری کے ایک ممتاز امیر تھے۔ انھوں نے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ غزنین اور ہندوستان میں بسر کیا۔ انھوں نے حج بھی کیے، ۴۴۱ھ میں بادشاہت حاصل کی اور ۴۹۲ھ تک حکمران رہے۔ انھوں نے ۴۷۵ھ میں اپنے بیٹے گیلان شاہ کی نصیحت اور رہنمائی کے لیے ”قابوس نامہ“ تصنیف کی، جس میں انھوں نے زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق مفید اور اہم نصیحتیں کی ہیں۔



حکایت (۴)

طرّاری امانت دار

چنان شنودم که مردی به سحرگاه به تاریکی از خانه بیرون آمد تا به گرمابه رود، در راه دوستی را از آن خویش دید۔ گفت، موافقت کنی یا من تا به گرمابه رویم؟ دوست گفت: تا در گرمابه با تو همراهی کنم لیکن در گرمابه نتوانم آمد که شغلی دارم۔ تا نزدیک گرمابه با وی رفت و به سردوراهی رسیدند، و این دوست پیش از آنکه دوست را خبر دهد بازگشت و به راهی دیگر رفت۔ اتفاقاً طرّاری از پس این مردی آمد تا به گرمابه رود به طرّاری خویش۔ از قضا این مرد بازگریست، طرّار را دید و هنوز هوا تاریک بود، پنداشت که آن دوست اوست۔ صد دینار در آستین داشت بردستار چه، از آستین بیرون کرد و بدان طرّار داد و گفت: ای برادر این امانت است بگیر تا من از گرمابه برآیم به من بازدهی۔

طرّار زر از وی ستاند و هم آنجا مقام کرد۔ تا وی از گرمابه برآمد، روشن شده بود۔ جامه پوشید و راست رفت، طرّار او را باز خواند و گفت: ای جوانمرد زر خویش بازستان و پس برو، که امروز من از شغل خویش باز ماندم از جهت امانت تو۔ مرد گفت: این امانت چیست و تو که بودی؟ طرّار گفت: من مردی طرّارم و تو این زر به من دادی تا از گرمابه برآیی۔ مرد گفت: اگر طرّاری چرا زر نبردی؟ طرّار گفت: اگر به صناعت خویش می بروم اگر هزار دینار هم می بود یک جو بازمی دادم و لیکن تو به زینهار به من امانت دادی، و در جوانمردی نباشد که خیانت در امانت کنم۔

(ماخوذ از قابوس نامه)



مشکل الفاظ کے معانی

گرمابہ	=	حمام، غسل خانہ
طرز	=	تیز، چال باز
سحرگاہ	=	صبح کا وقت
دستار	=	پگڑی
جامہ	=	کپڑا، لباس
پوشید	=	پہنا
امانت	=	کسی کے مال کو اپنے پاس حفاظت سے رکھنا
خیانت	=	امانت کے مال کو غصب کر لینا

غور کرنے کی باتیں

اس حکایت میں امانت داری کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ امانت میں خیانت کرنا بہت غلط بات ہے۔ جب ایک طرز کو امانت دار بنا دیا گیا تو اس نے بھی امانت کی حفاظت کی اور اسے اپنے دوست کو بحفاظت واپس کیا۔

مختصر سوالات

- ۱- یہ کہانی کس کتاب سے لی گئی ہے؟
- ۲- اس کے مصنف کا کیا نام ہے؟
- ۳- حمام کون جادہا؟
- ۴- راستہ میں کس کی ملاقات ہوئی؟

لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

- ۵- حمام جانے والے آدمی نے اپنے سودینار کس کو دیئے تھے؟
۶- طرار نے کیوں بے ایمانی نہیں کی؟

طویل سوالات

- ۱- اس کہانی کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے۔
۲- اس کہانی سے کیا سبق ملتا ہے؟
۳- مندرجہ ذیل الفاظ کو فارسی جملوں میں استعمال کیجیے۔

.....	سحرگاہ
.....	گرماہ
.....	از قضا
.....	امانت
.....	صناعت

عملی کام

اس کہانی سے ماضی مطلق چن کر ان کے معانی بتائیے۔



مضمون

کسی خاص عنوان پر خیالات کے ترتیب وار تحریری اظہار کو ”مضمون“ کہتے ہیں۔ مضمون نویسی میں سب سے پہلے عنوان کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، پھر عنوان سے متعلق عام ضروری معلومات دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد اس کے فوائد و نقصانات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ انسانی زندگی میں اس کی افادیت اور اہمیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور آخر میں پورے مضمون کا خلاصہ یا نچوڑ پیش کیا جاتا ہے۔

مضامین کے عنوانات بے شمار ہیں اور اسی طرح اس کی قسمیں بھی آن گنت ہیں۔ جاندار اور بے جان چیزیں، انسانی صفات، سیاسی، جغرافیائی، سماجی و معاشرتی، علمی و ادبی، زمینی اور آسمانی، جماداتی، نباتاتی اور سوانحی وغیرہ مضمون کی قسمیں ہیں۔

مضمون لکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عنوان سے متعلق پوری واقفیت فراہم کی جائے تاکہ پڑھنے والوں کی معلومات میں اضافہ ہو اور ان کی تشنگی دور ہو سکے۔

مضمون کی زبان جس قدر آسان ہوگی اور طرز بیان جتنا ترتیب وار اور سلجھا ہوا ہوگا اسی قدر لوگوں کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اس طرح پڑھنے والے اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

۱- مہمان نوازی

یکی از خلفای بنی عباس بہ سفری می رفت۔ اندک اندک باران در راہ آغاز باریدن کرد۔ از دور خیمہ ای نمودار شد، بہ طرف آن خیمہ رفت، غلامی ہمراہ او بود، چون بہ نزدیک خیمہ رسیدند صاحب خیمہ استقبال کرد و بشاشت تمام نمود، پای افزار ستاند و آب آورد تا دست و پای را شستند و از زن پرسید کہ چہ چیز موجود است کہ برای این مہتر و بزرگ از آن شامی مہیا کنیم؟ گفت: چیزی نیست مگر آن بز کہ پسر را شیری دہد، گفت: برو و بز را بیاور تا بھل کنم۔ زن گفت: اگر بھل کنی این پسرک از بی شیری ہلاک شود، کہ من قطرہ ای شیر ندارم۔ گفت: راست است اما من عار دارم کہ مہمان امشب بی شام بخشد، خدای عز و جل این طفلک را بی روزی نگذارد و پیش از آنکہ روز فرو شود بز را بیاور تا در تار یکی بہ سبب ذبح آن رنجیدہ نشوی۔

زن رفت و بز را از چراگاہ آورد و مرد بھل کرد و زن آن را پخت و پیش آورد تا خورد و نماز خفتن کردند و خفتند۔ چون بامداد برخاستند و نماز بامداد کردند، خلیفہ غلام را خواند و آہستہ پرسید کہ: ”چند زرداری؟“ گفت: ”پانصد دینار۔“ گفت: ”برو بدین مرد صاحب خیمہ دہ تا برگ خویش سازد۔“ غلام گفت: ”ای خداوند، بہای بزی داگی بیش نباشد۔“ یکی دو سہ دانگ بدو دہ کہ مرد ترانہ شناسد۔“ گفت: اگر او مرا نشناسد من خود را می شناسم۔ او بر درویشی خود کہ در تمام اہلاک ہمان بز داشت از سر آن برخاست۔ اگر پانصد دینار بدو دہم ہنوز عشر مال خود را باو ندادہ باشم، او را بر من ترجیح باشد۔ ای غلام، برو و پانصد دینار زر بدو دہ و بسیار معذرت کن۔ غلام پانصد دینار بدو داد و معذرت کرد۔

(ماخوذ از قاری و دستور)

(مؤلفہ دکتر ذہرا خاٹری، کیا)



مشکل الفاظ کے معانی

آغاز باریدن کرو	=	بارش ہونے لگی
استقبال کرو	=	استقبال کیا
املاک	=	ملکیت، ملک کی جمع یعنی جائیدادیں
بخشد	=	وہ سوتا ہے
برگ	=	پتہ، توشہ، طعام، غذا
بہل کرو	=	ذبح کر دیا
بثاشت	=	خوشی
پای افزار	=	جوتا
ترجیح	=	ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا
خداوند	=	مالک
خیمہ	=	ٹینٹ
خلفا	=	خلیفہ کی جمع
دانگ	=	درہم اور روپیہ کا چوتھا حصہ
درویشی	=	فقیری
دینار	=	سونے کا سکہ
ذبح	=	ذبح کرنا
روز فرو شوو	=	غروب ہوتا ہے، ڈوبتا ہے
ستاند	=	اس نے پکڑا
عار	=	حیا، شرم
شام	=	رات کا کھانا

لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

نمازِ خفتن	=	عشا کی نماز
بامداد	=	صبح
نمازِ بامداد	=	فجر کی نماز
بہا	=	قیمت
از سر آں بر خاستن	=	قربان کر دینا، ہاتھ اٹھا لینا
معذرت کن	=	معافی مانگو

غور کرنے کی باتیں

- ❖ مہمان نوازی ایک عمدہ صفت ہے۔ جس شخص میں یہ صفت ہوتی ہے وہ بہت محترم اور ممتاز ہوتا ہے۔
- ❖ دیہاتی نے اپنے یہاں آنے والے مہمان کی بہت خوش دلی اور خندہ پیشانی سے پذیرائی کی اور اپنی بکری کو اپنے مہمان کی ضیافت کے لیے قربان کر دیا، جو اس کا قیمتی سرمایہ تھی۔
- ❖ خلیفہ نے بھی اپنے غلام کے کہنے کے باوجود حوصلہ مندی کا ثبوت دیا۔
- ❖ اس سبق سے ہم کو یہ نصیحت ملتی ہے کہ اجنبی مہمان کا بھی استقبال نہایت خوش دلی سے کرنا چاہیے اور اس کی ضیافت اپنی استطاعت سے بڑھ کر کرنا چاہیے۔

مختصر سوالات

- ۱- خیمہ کے مالک کی بیوی خسی ذبح کرنے سے کیوں روک رہی تھی؟
- ۲- مہمان نوازی کا خیمہ کے مالک کو کیا بدلہ ملا؟

طویل سوالات

- ۱- بارش شروع ہونے کے بعد عباسی خلیفہ نے کیا کیا؟
- ۲- خیمہ کے مالک نے خلیفہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۳- خیمہ کے مالک نے مہمان کے رات کے کھانے کا کیا انتظام کیا؟

۴- صبح ہوئی تو خلیفہ نے غلام سے کیا پوچھا؟

۵- خلیفہ نے غلام کو کیا حکم دیا؟

عملی کام

۱- سبھی مشکل الفاظ کو بار بار لکھیں اور ان کے معانی زبانی یاد کر لیں۔

۲- خیمہ کے مالک اور اس کی بیوی کی گفتگو اختصار میں لکھئے۔

۳- اس سبق میں چنے افعال استعمال ہوئے ہیں استاد کی مدد سے ان کے مصادر لکھئے۔



۲- جشن نوروز



جشن نوروز از زمانهای
شده است و در باره آن داستانها
می نامند، زیرا سال با آن آغاز
گویند که جمشید در این
جنگ دیوان رفت و آنها را شکست

بسیار قدیم در ایران برپای
گفته اند- این جشن را نوروز
می شود-

روز بر گاوی نشست و به
داد و روز ششم فرود دین با

پیروزی تمام بازگشت وزیر بسیار غنیمت آورد- به فرمان جمشید از آن زر و گوهر خنثی ساختند-

از آن پس پادشاهان ایران هر سال این روز را جشن می گرفتند- شاه در این روز جامه ای گران بها
می پوشید، گوهرهای گران بها بر خود می آویخت و تاج بر سری گذاشت و بر تخت مخصوص می نشست-

در این هنگام شخصی که قدم او را مبارک می دانستند به خدمت شاه می رسید و سال نو را تبریک می گفت

و به نیایش می پرداخت-

”منش بد شکست بیابد-

دروغ ٹکست بیاہد۔

ناراستی ٹکست بیاہد۔

بدین ترتیب مراسم جشن نختین روز سال آغاز می گشت۔ یکی از مراسم نوروز آن بود کہ بزرگان و نمایندگان کہ از سراسر کشور در پای تخت گرد آمدہ بودند بہ خدمت شاہ می رسیدند و شادباش می گفتند۔ مراسم سلام نوروز اکنون نیز برگزار می شود۔

(ماخوذ از فارسی و دستور کتاب اول)

(مؤلفہ دکتر زہرا خاطری، کیا)

مشکل الفاظ کے معانی

برپا شدن	=	منعقد ہونا
آغاز	=	شروع
دیوان	=	دیو کی جمع، شیطان
پیروزی	=	کامیابی
بازگشتن	=	واپس ہونا
غنیمت	=	وہ مال جو جنگ میں دشمن سے حاصل ہو
نختین	=	پہلا
گرد آمدن	=	جمع ہونا

غور کرنے کی باتیں

- ❖ ہر قوم کے تیوہار کی کوئی نہ کوئی تاریخ ہوتی ہے۔ جشن نوروز ایرانیوں میں زمانہ قدیم سے مروج ہے۔
- ❖ اس مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تیوہار ایرانیوں میں کیسے شروع ہوا۔
- ❖ اس تیوہار کے دن ایرانی کیا کرتے ہیں، اور اس جشن کو کس طرح مناتے ہیں، اس پر روشنی پڑتی ہے۔
- ❖ یہ جشن نئے سال کے پہلے دن منایا جاتا ہے۔
- ❖ ایرانی یا شمس سال فروردین مہینہ کی پہلی تاریخ (۲۱ مارچ) سے شروع ہوتا ہے۔
- ❖ یہ جشن ایرانیوں کے یہاں آج بھی منایا جاتا ہے۔

مختصر سوالات

- ۱- ایرانی سال کے پہلے دن کون سا جشن مناتے ہیں؟
- ۲- جمشید کون تھا؟
- ۳- شاہان ایران اس روز کیسا لباس پہنتے ہیں؟
- ۴- کیا سلام نوروز کی رسم آج بھی موجود ہے؟
- ۵- جمشید دیووں کو شکست دینے کے بعد ایران کس دن واپس آیا؟

طویل سوالات

- ۱- ایرانی جشن نوروز کس طرح مناتے ہیں؟ اسے پانچ جملوں میں تحریر کیجیے۔
- ۲- جمشید کے حالات اپنے استاد سے معلوم کر کے لکھیے۔
- ۳- جمشید کا تخت کس چیز سے بنایا گیا تھا؟ اسے چند جملوں میں لکھیے۔

عملی کام

- ۱- جشن نوروز کے طرز پر چند جملے فارسی میں عید الفطر پر لکھیے۔

۲- 'جمشید در این روز برگاوی نشست'۔ اس جملے کی تحلیل نحوی کیجیے اور یہ بتائیے کہ یہ جملہ خبریہ ہے یا انشائیہ۔

۳- 'برپاشدن'، 'بازگشتن' اور 'گرد آمدن' سے ماضی قریب کی گردان لکھیے۔

۴- مندرجہ ذیل الفاظ کو فارسی جملوں میں استعمال کیجیے۔

..... پیروزی
..... نفیست
..... خشتین



۳- زن در هند



رانی سلطانه



ملکه نور جهان

زن هندوستان مانند زن کشورهای اروپا در جنبش حرکت آمده و جمعیت‌های متعددی مرکب از بانوان هند تشکیل رویده۔ در سال ۱۹۱۹ عیسوی این مجامع در هندوستان خیلی توسعه یافته و یک مجمع بزرگی بنام "مجمع عموم زنان هند" در متان تاسیس یافت که دران مسائل اجتماعی زنان مانند اصلاح قوانین زناشویی و چه داشت و اخلاقی زنان و حقوق اجتماعی آنها مورد



مرڈاسارا بھائی



سروجنی نائیڈو

مذاکره و گفتگو قرار گرفت۔ و بدین وسیله بسیاری از عادات نکو هیده و مخالف قانون اجتماعی و مدنی که در بابت زنان جاری بوده و ظلمانی که در حق آنان واردی ساخته رفع و برطرف شده است۔ از ان جمله سوزانیدن زنان زنده بعد از وفات شوهر و ازدواج دختران خردسال و غیره باشد۔



پرتیه سادوی سنگه پاتل



اندرا گاندھی

انجمن زنان قوانینی وضع کرده است که بحال آنان بسیار نافع و نیکو بوده و حقوق آنها را حمایت و دفاع می کند۔ از کوشش های این انجمن زنان این کشور نیز اهل شده اند و در عهده های مهم دولتی مثل قضاوت، وکالت و طبابت مشغول کار هستند۔ خانم وچیا لکشمی پاندیت، خانم ساروجینی نایدو، خانم شاهنواز،

لاله وگل (برائے درجہ دہم)

خانم کلثوم سایانی و خانم مرؤلا سارا بھائی وغیرہ از بانوان نامی ہند برای بھودی بانوان خیلی زحمت کشیدہ اند۔ حتیٰ کہی از میان آنان خانم اندرا گاندی نخست وزیر جمہوریہ ہند منتخب شدہ است۔ دیگر خانم ہای ممتاز ہند این طور ہستند: سرکار خانم ملکہ نور جہان بیگم، خانم رضیہ سلطانہ، صدر جمہوریہ ہند خانم پرتیہا دیوی سنگھ پاتیل، خانم محسنہ قدوائی، خانم انورہ تیمور، خانم جے للیتا، خانم ارونا آصف علی، خانم متا بنرجی، خانم مایاوتی، خانم شیلہ ویکشت و خانم چاند بی بی وغیرہ آن۔ از منہا مقام و رتبت زن در کشور کنونی ہند بخوبی معلوم می گردد۔

(ماخوذ)

مشکل الفاظ کے معانی

جمعیت	=	انجمن
اجتماعی	=	معاشرتی
زناشوی	=	عقد و نکاح
مکلوہیدہ	=	زشت، بُرا
مَدَنی	=	شہری
ازدواج	=	عقد و نکاح
خرد سال	=	کم عمر
دفاع کردن	=	حفاظت کرنا
کشور	=	ملک
اہل	=	لائق
کنونی	=	جدید

تاسیس = بنیاد
نخست وزیر = وزیر اعظم

غور کرنے کی باتیں

- ❖ یورپی ممالک کی خواتین میں انیسویں صدی میں بیداری آئی۔
- ❖ اُن ملکوں کی خواتین نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے اپنی انجمنیں بنائیں۔
- ❖ بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں ان تحریکوں سے ہندستان کی خواتین میں بھی بیداری آئی۔
- ❖ شوہر کی وفات کے بعد بیوہ کو زندہ جلانے کا رواج عام تھا۔ اس کو ستی پر تھا کہتے تھے۔
- ❖ کم عمر لڑکے اور لڑکیوں کی شادی کا بھی چلن تھا
- ❖ خواتین کی بیداری سے اس قسم کی غیر انسانی اور غیر اخلاقی حرکتوں پر روک لگی۔
- ❖ خواتین میں تعلیم کا ذوق پیدا ہوا۔ اب تو زندگی کے ہر شعبہ میں خواتین کام کرتی نظر آتی ہیں۔

مختصر سوالات

- ۱- یورپی خواتین میں کب بیداری آئی؟
- ۲- ہندستان کی خواتین کب بیدار ہوئیں؟
- ۳- حالیہ دور میں ہندوستانی سیاست میں اہم رول ادا کرنے والی چند خواتین کے نام بتائیے۔
- ۴- کسی دو ظالمانہ حرکتوں کا ذکر کریں جو ہندوستانی عورتیں جھیلی تھیں۔
- ۵- پانچ مشہور ہندوستانی خواتین کے نام لکھیے۔

طویل سوالات

- ۱- ہندوستانی خواتین کے متعلق پانچ جملے لکھیے۔

- ۲- ہندستانی جمہوریہ کی خاتون صدر اور نخست وزیر کے نام بتائیے۔
۳- خواتین میں بیداری آنے کے فوائد بیان کیجیے۔

عملی کام

۱- مندرجہ ذیل افعال کے صیغوں کے نام لکھیے:

..... یافت

..... کرو

..... می ساختند

..... شدہ است



۴- فردوسی

فردوسی یکی از شاعران بزرگ ایران است که در حدود هزار سال پیش می زیسته است۔
فردوسی در توس (طوس) نزدیک مشهد به دنیا آمد و در همانجا زندگی کرد۔ آرام گاهش
نیز در توس است۔ کسانی که برای زیارت به مشهد می روند از آرام گاه این شاعر
بزرگ هم دیدن می کنند۔



فردوسی مردی مبین پرست بود و به تاریخ ایران قدیم علاقه داشت۔ این بود که
داستانهای شاهان و پهلوانان قدیم ایران به شعر در آورد و در کتابی جمع کرد۔ همه ایرانیان این کتاب را می
شناسند و آن را می خوانند۔ اسم این کتاب شاهنامه است۔ شاهنامه داستان های زیبا دارد مانند داستان رستم و
سهراب، بیژن میز و زال و رودابه۔

فردوسی با سرودن شاهنامه خدمتی بزرگ به ایران کرده است۔ این است که همه ایرانیان فردوسی را
دوست دارند۔ و بر او آفرین گویند۔ فردوسی خود گفته است :

بسی رنج بردم درین سال سی عجم زنده کردم بدین فارسی
نمیرم ازین پس که من زنده ام که تخم سخن را پراکنده ام
هر آنکس که هشداری دارد و دین پس از مرگ بر من کند آفرین

(ماخوذ)



لاله وگل (برائے درجہ دہم)

مشکل الفاظ کے معانی

می زیستہ است	=	زندہ رہا ہے۔ زیستن مصدر سے ماضی قریب ہے۔ یہاں 'می' دوام و تسلسل کے معنی میں ہے۔
توس (طوس)	=	ایران کا ایک مشہور شہر ہے۔
مشہد	=	ایران کا بہت مشہور شہر جہاں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا مزار ہے۔
آرام گاہ	=	آرام کی جگہ۔ یہاں اس سے مزار مراد ہے۔
مسنن	=	وطن
علاقہ	=	تعلق
شاہنامہ	=	فردوسی کی مشہور مثنوی جس میں ساٹھ ہزار اشعار ہیں۔
رودادہ	=	زال کی بیوی کا نام ہے۔

غور کرنے کی باتیں

- ❖ فردوسی ایران کے قومی شاعر ہیں۔
- ❖ انھوں نے شاہنامہ کے عنوان سے ایک طویل مثنوی نظم کی۔
- ❖ شاہنامہ میں قدیم ایران کے بادشاہوں کے حالات، ان کی حکمرانی وغیرہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔
- ❖ مثنوی اُس نظم کو کہتے ہیں، جس کے ہر دو مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔
- ❖ فارسی میں رزمیہ، بزمیہ، عرفانی اور متصوفانہ طویل مثنویاں نظم ہوئی ہیں۔
- ❖ مولانا روم کی مثنوی ”مثنوی معنوی“ عرفانی مثنوی ہے۔

❖ فردوسی کا شاہنامہ رزمیہ مثنوی کی مثال ہے۔

مختصر سوالات

- ۱- فردوسی نے کون سی مثنوی لکھی تھی؟
- ۲- اس نے یہ مثنوی کس بادشاہ کے زمانہ میں لکھی تھی؟
- ۳- اس کا نام شاہنامہ کیوں رکھا گیا؟
- ۴- یہ مثنوی کتنے سالوں میں لکھی گئی؟
- ۵- عجم سے کیا مراد ہے؟

طویل سوالات

- ۱- فردوسی کے حالات زندگی کو اپنی زبان میں مختصر طور پر لکھیے۔
- ۲- فردوسی نے کیوں کہا کہ ”عجم زندہ کردم بدیں فارسی“۔
- ۳- ایران کے ان دو شہروں کی اہمیت بتائیے، جن کا اس سبق میں ذکر ہے۔

عملی کام

مندرجہ ذیل الفاظ کو بتائیے کہ وہ زمانہ کے اعتبار سے کون سے افعال ہیں۔ اور ان کا صیغہ کیا ہے؟

.....	زیستہ است
.....	می شناسد
.....	گویند
.....	داشت



۵- امیر خسرو دهلوی

ابوالحسن یحییٰ الدوله امیر خسرو به سال شش صد و پنجاه و یک در شهر پٹیالی (نزد آگرہ) متولد شد۔ پدرش امیر سیف الدین محمود یکی از فضلای زمان به شامی رفت۔ خسرو بعد از کسب علوم و فنون بہ تحصیل آثار و اشعار فارسی پرداخت۔ درین زبان استعداد و کمالی بہم رسانید و از عنقوان شباب بہ سرودن اشعار آغازید۔ از جہت ندرت بیان و شیرینی کلام و کثرت اشعاری توان او را شاعر صفاً اذیل شمرد۔



اقامت گاہ خسرو دارالسلطنت دہلی بود و نزد سلاطین آن ولایت معزز و محترم بود و عہدہ ای از آنان را در اشعارش نامبرد و مدح کرد۔ او در الفاظ و معانی پیروی شعرائ نامی ایران نمود۔ با این ہمہ توان گفت خسرو طرز خاصی دارد کہ آن لحن در دیگر شعرائ زبان پارسی ہند بہ تفاوت مراتب دیدہ می شود۔ و این سبک بہ تدریج صورتی مخصوص اختیار کند و سبک خصوصی ہند را بہ وجود می آورد۔

امیر خسرو بہ دست شیخ نظام الدین اولیا بیعت کرد۔

غزل های او بیشتر مضامین عاشقانہ دارد۔ او گفتگوی آرزوہای دیدار و ہجر در میان آورده و از سبیل اشک دروی بحث کرده است۔ امیر خسرو در اتباع نظامی گنجوی مثنویات نوشتہ و مثنویات او از حیث تاریخ اہمیت دارد۔ او کتابی در فن انشا بنام رسائل الاعجاز تالیف کردہ است۔ بحیثیت مجموعی خسرو را می توان بزرگ ترین شعرائ فارسی ہند نامید۔



لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

وفات خسرو بہ سال ۷۲۵ھ در دار السلطنت دہلی اتفاق افتاد و در پائین نظام الدین اولیا آسودہ است۔

(ماخوذ)

مشکل الفاظ کے معانی

فاضل کی جمع، بزرگ، زیادہ	=	فضلا
شمار ہونا، گنا جانا	=	بہ شمار رفتن
حاصل کرنا	=	کسب
قابلیت	=	استعداد
اکٹھا کرنا، جمع کرنا	=	بہم رسانیدن
ابتداء، آغاز	=	عنقوان
گانا، کہنا	=	سرودن
رہنے کی جگہ	=	اقامت گاہ
سلطان کی جمع، بادشاہ	=	سلاطین
ملک، علاقہ	=	ولایت
لہجہ	=	لحن
فرق	=	تفاوت
طرز، اسلوب، طریقہ	=	سبک
آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے	=	تدریج
دلی کی جمع، دوست، قریب۔ یہاں واحد کے معنی میں استعمال ہے۔	=	اولیاء



لالہ وگل (برائے درجہ ۱۰)

اتباع = پیروی کرنا، تقلید کرنا
پائین = نیچے، پائنانہ

غور کرنے کی باتیں

- ❖ اس مضمون میں عنوان کے مطابق امیر خسرو کے حالات زندگی، شاعروں میں ان کے مقام و مرتبہ اور ان کی خصوصیات شاعری کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔
- ❖ خسرو ایک ایسے فارسی شاعر ہیں، جو ہندستان میں پیدا ہوئے، لیکن انھوں نے فارسی غزل اور مثنوی میں وہ مقام حاصل کیا جو اہل زبان ایرانی شاعروں کو حاصل تھا۔ اس سے ان کی فارسی زبان پر قدرت کاملہ کا اندازہ ہوتا ہے۔
- ❖ ان کی غزلیں سعدی و حافظ کی غزلوں سے کم معیار کی نہیں ہیں۔ ان میں بھی وہی نغمگی، سوز و گداز اور عشق حقیقی کی کشش معلوم ہوتی ہے، جو مذکورہ شاعروں کے کلام میں پائی جاتی ہے۔
- ❖ ان کی مثنویات بھی فارسی زبان کی بہترین مثنویوں میں شمار ہوتی ہیں۔ اور نظامی گنجوی کی مثنویوں کے ہم مرتبہ ہیں۔
- ❖ خسرو سبک ہندی کے موجد اور اسے بام ارتقا پر پہنچانے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے خسرو کو ایرانی شعراء بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مختصر سوالات

- ۱- پٹیالی نزد آگرہ میں کون پیدا ہوا تھا؟
- ۲- امیر خسرو کی ولادت کیسے ہوئی تھی؟
- ۳- ان کے والد محترم کا اسم گرامی کیا تھا؟

- ۴- وہ کس زبان کے شاعر تھے؟
- ۵- انھیں فارسی شاعری کے کن اصناف پر مہارت تامہ حاصل تھی؟
- ۶- وہ کس کے مرید تھے؟
- ۷- ان کی شاعری میں کس سبک کی پیروی کی گئی ہے؟

طویل سوالات

- ۱- امیر خسرو کے حالاتِ زندگی کو مختصر طور پر لکھیے۔
- ۱- فارسی غزل کی کون سی خوبیاں امیر خسرو کی غزلوں میں پائی جاتی ہیں۔ انھیں ان کے اشعار کی روشنی میں بیان کیجیے۔
- ۳- امیر خسرو نے کتنی مثنویاں لکھی ہیں؟ ان کے نام لکھیے۔

عملی کام

- ۱- خسرو کی کئی ایک غزل کو زبانی یاد کیجیے۔
- ۲- فارسی میں چار جملے لکھیے جو تو انستن مصدر سے فعل ماضی مطلق یا زمانہ حال میں ہوں۔ جیسے: او تو انست گفت، این می توان گفت۔



تذکرہ

’تذکرہ‘ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا معنی ٹکٹ، پاسپورٹ، یادداشت اور نصیحت کرنا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے ’تذکرہ‘ فارسی زبان میں ان کتابوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، جن میں شعرا کے حالات اور نمونہ کلام موجود ہوں۔ فنی اعتبار سے ’تذکرہ‘ صنفِ انشا کی ایک قسم ہے، جس میں تاریخ، لغت اور تنقید کے تینوں عناصر موجود ہوتے ہیں۔

تاریخی اعتبار سے تذکرہ ایک قدیم صنفِ ادب ہے جو عربی ادب سے فارسی ادب میں آئی ہے اور اعلیٰ اہم صنفِ ادب ہے۔ تذکرہ ایسی کتاب کو کہا جاتا ہے، جس میں شاعروں، ادیبوں، صوفیوں اور عالموں کے حالات کو تحریر کیا گیا ہو۔ تذکرے، بیاض اور یادداشت قسم کی چیزیں ہیں، جس میں صاحبِ تذکرہ شاعروں کے حالاتِ زندگی، کلام کا نمونہ، تنقیدی جائزہ اور ادبی مقام کو بیان کرتا ہے۔

فارسی ادب میں تذکروں کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے، جس میں عموماً شاعروں، ادیبوں، عالموں اور بزرگانِ دین کے احوالِ زندگی اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

تذکرہ نویسی کی روایت فارسی زبان میں عونی کی کتاب ’لبابُ اللباب‘ سے شروع ہوئی ہے۔ اس کے بعد ہی تذکرہ نویسی کا ایک عام رجحان وجود میں آیا۔ ’تذکرۃ الشعراء‘، ’تحفۃ سائے اللہ علیہ‘، ’آئینہ مکہ‘، ’صحفِ ابراہیم‘ وغیرہ اس فن کی مشہور کتابیں ہیں۔ غیر مسلم ادیبوں نے بھی تذکرے لکھے ہیں، جیسے ’سفینۂ خوشگوار‘ اور ’سفینۂ ہندی‘۔ اس کے علاوہ ’خزانۃ عامرہ‘، ’مجمع الفناکس‘، ’ریاض الشعراء‘، ’تذکرہ طاہر نصر آبادی‘، ’مجمع الفصحا‘ اور ’معراج الخیال‘ وغیرہ بے

شمار تذکرے فارسی زبان میں موجود ہیں۔ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں تذکرے زیادہ لکھے گئے ہیں۔

تذکروں کی ترتیب میں ادیبوں نے تنوع سے کام لیا ہے۔ بعض تذکرے حروفِ حبی کے اعتبار سے ہیں، بعض تاریخی ادوار کی ترتیب پر لکھے گئے ہیں اور بعض تذکرے اساتذہ کے اعتبار سے جمع کیے گئے ہیں۔

تذکروں کے ذریعہ ہم کو شاعروں اور ادیبوں کے بکھرے ہوئے احوال جمع کرنے میں مدد ملتی ہے۔



سراج الدین علی خاں آرزو

(۱۰۹۹-۱۱۶۹ھ)

سراج الدین علی خاں آرزو کی ولادت ۱۰۹۹ھ میں گوالیار میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ ان کے والد شیخ حسام الدین حسامی طبعا شاعر تھے اور پیشہ کے اعتبار سے سپاہی اور عالمگیری منصب دار تھے۔ اس طرح آرزو کو شاعری وراثت میں ملی تھی۔ چنانچہ چودہ سال کی عمر سے ہی شعر کہنا شروع کر دیا۔ اس درمیان عالمگیری لشکر کے ہمراہ دکن کا سفر کیا۔ پھر اکبر آباد واپس آ کر مولانا عماد الدین مشہور بہ ذرویش محمد کی خدمت میں رہ کر علوم متداولہ کو حاصل کیا۔ ۱۱۳۰ھ میں آرزو دہلی آ گئے اور یہاں شعر گوئی کا جوہر دکھاتے رہے۔ زندگی عافیت کے ساتھ گزر رہی تھی، لیکن جب محمد فرخ سیر کا قتل ہو گیا تو پھر اکبر آباد آ گئے اور ایک سال تک گوالیار میں قیام کیا اور دوبارہ دہلی منتقل ہو گئے۔ تیس سال دہلی میں زندگی بسر کی۔ تیرہ سال تک نواب اٹلی خاں نجم الدولہ کی خدمت میں رہے۔ آخری عمر میں لکھنؤ آ گئے اور یہیں ۲۳ ربیع الآخر ۱۱۶۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ نقش کو ان کی وصیت کے مطابق شاہ جہاں آباد (دہلی) میں دفن کیا گیا۔

آرزو کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں :

- | | | |
|----------------------|--------------------------|-------------------------------------|
| ۱- کلیات اشعار | ۲- فرہنگ سراج اللہ | ۳- چراغ ہدایت |
| ۴- نوادر الالفاظ | ۵- شرح گلستان | ۶- شرح سکندر نامہ |
| ۷- شرح قصائد عربی | ۸- نسخہ داد سخن | ۹- نسخہ سراج منیر |
| ۱۰- نسخہ سراج وہاج | ۱۱- رسالہ موہبت | ۱۲- مفتاح تلخیص |
| ۱۳- رسالہ عطیہ کبریٰ | ۱۴- رسالہ تنبیہ الغافلین | ۱۵- تذکرۃ الشعراء یعنی مجمع النفائس |



لالہ وگل (برائے درجہ دوم)

مجمع النفائس

مجمع النفائس کا اصلی نام تذکرۃ الشعراء ہے۔ یہ ایک عمومی تذکرہ ہے، جس میں ابو یزید بسطامی سے لے کر محمد اشرف الیٹا کشمیری تک ۱۷۳۵ شعراء کے احوال اور تقریباً چالیس ہزار بیت موجود ہیں۔

آرزو نے اس تذکرہ میں اپنے تنقیدی شعور کا سلیقہ کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ ساتھ ہی ایک قادر الکلام شاعر ہونے کی حیثیت سے اپنے اشعار کو بھی کثرت سے پیش کیا ہے۔ اپنے معاصرین کا احوال تفصیل سے لکھا ہے۔ کتاب کی عبارت سادہ اور سلیس ہے۔ کتاب میں شعرا کی لہرت موجود ہے۔ آزاد نے اس تذکرہ کو ۱۱۹۳ھ میں تالیف کیا اور اس کتاب کی تکمیل میں دوسرے تذکروں سے بھی مدد لی ہے۔ تاریخی اور تنقیدی دونوں اعتبار سے یہ تذکرہ اہم ہے۔



آزاد، سید غلام علی

از فرزندان سید عبد الجلیل بگرامی کہ عبد الجلیل تخلص می کرد و احوالش می آید انشاء اللہ تعالیٰ۔ مردی فاضل و عالم، بزیارت بیت اللہ فایز گردیده۔ از چند گاہ در اورنگ آباد فروش کرده۔ صوبہ داران دکن خیلی در تعظیم و توقیر اومی کوشند و سعادت دارین حاصل می نمایند۔ با سراج الدین علی خان آرزو اخلاص غایبانه دارد۔ سابق از کمال شوق ہندوی جوانی فرستاده و طلب اشعار و احوال سراج الدین علی خان آرزو نموده۔ یک دو غزل فارسی و یک قصیدہ عربی در کمال فصاحت و بلاغت فرستاده بود۔ درین ولا ہندوی جوانی فرستاده و سہ جزو از غزلیات خود نوشتہ، مشق سخن رسیده۔ تلاش های بالا دست دارد چنانچہ ازین اشعار او کہ نوشتہ می شود، ظاہر است۔ گویند تذکرۃ الشعراء نوشتہ، درین ولا نظر ثانی بر آن بازی نویسد۔ از دست :

کار دانا نیست در ایام غم ناخوش شدن
وقت ز گس خوش کہ در فصل خزان گیرد قدح

نقش و نگار دنیا سیر بہشت دارد
امنا چوپای طاؤس انجام زشت دارد



منظر، مرزا جانجانان

آنچه از زبانش مسموعست آنست که نام اصلی جانان جان ارسنه - چه والدش محمد جان نام داشت - نظر بر آن جانان جان موسوم گردانیده و حالا به جانان جانان شهرت گرفته - ، معنوان که والد مرحومش و ولایت حیات سپرده بفقر و فنا مشغولست - چنانچه در خدمت بزرگی از سلسله نقشبندی دامن طریقه گشته - بعد از ان کسب فضایل صوری و معنوی نموده تا الحال که عمرش پنجاه رسید همیشه در استحکام مراتب - فی گری ساعیت - با این همه از سوز عشق ظاهری گاهی خالی نبوده، با وجود تقلید مذهب کمال توسعه مشرب دارند و در وقت فهم و ذکای طبع یکتای لیل و نهار بلکه بی مثل روزگار است - جدت طبیعت و جودت قریحه بمرتبه دارد که بمصدق این مصرعه است :

که سخن نگفته باشی به سخن رسیده باشی

از ابتدای نوشقی با سراج الدین علی خاں آرزو کمال اخلاص و ارتباط دارند - پیشتر گاه گاهی ریخته که شعر آمیخته هندوی و فارسی است، بطریقه خاصه می گفت - حالا خلاف طرزی خود دانسته ترک نموده - بعضی از تلامذه خود را تربیت بسیار کرده حتی که بعضی می گویند خود گفته داد - واللہ اعلم - هر چند شعر دون دون مرتبه اوست درین ولا انتخاب اشعار نوشته می شود -

دیدنی آخر حال باغ ای بی مروت باغبان
رخست سیر چمن کردن نمی دادی مرا



مشکل الفاظ کے معانی

فرزند ان	=	(فرزند کی جمع)، اولاد
تخلص	=	چھٹکارا۔ اصطلاح میں اس نام کو کہتے ہیں جس کو شاعر اپنے شعر میں استعمال کرتا ہے۔
احوال	=	حال کی جمع
ہیت	=	گھر۔ جس طرح غزل یا نظم کے دو مصرعوں سے مل کر ایک شعر بنتا ہے، اسی طرح مشنوی میں دو مصرعوں کی ایک ہیت ہوتی ہے۔
غایز گردیدن	=	مراو جانے والا
زیارت	=	ملاقات، دیکھنا
فروکش کران	=	اُترنا، کسی جگہ میں رہنا
تعلیم	=	عزت کرنا
توقیر	=	عزت، احترام
سفادت	=	نیکی، خوش قسمت ہونا
دارین	=	دونوں دنیا یعنی دنیا اور آخرت
سابق	=	پچھلا، سبق لے جانے والا
فرستادن	=	بھیجنا
قصاحت	=	خوش گو۔ اصطلاح میں اس کلام کو کہتے ہیں جو ہر طرح کے غیب سے پاک ہو۔
بلاغت	=	پہنچانا۔ اصطلاح میں ایسی گفتگو جو موقع کے مناسب ہو۔
ولا	=	دوستی، محبت، متعلق
بالا دست	=	غالب، کامل
طاؤس	=	مشہور پرندہ، مور

ماراؤش	=	ماراؤش
نرس	=	نرس
فصل	=	فصل
موسم	=	موسم
پٹ جھڑ	=	پٹ جھڑ
پیاال	=	پیاال
خراب	=	خراب
سا گیا، سا ہوا	=	سا گیا، سا ہوا
اب، ابھی	=	اب، ابھی
مشہور ہونا	=	مشہور ہونا
آغا، جوانی، ہر چیز کی ابتدا	=	آغا، جوانی، ہر چیز کی ابتدا
اماٹ	=	اماٹ
لفیری، ملسی	=	لفیری، ملسی
ختم ہو جانا، مرنا	=	ختم ہو جانا، مرنا
صوفیوں کے ایک طبقہ کا نام	=	صوفیوں کے ایک طبقہ کا نام
راشہ	=	راشہ
کائی	=	کائی
ظاہری	=	ظاہری
معنی کی طرف منسوب ہے۔ اصلی، باطنی	=	معنی کی طرف منسوب ہے۔ اصلی، باطنی
مضبوطی	=	مضبوطی
(مرتب کی طرح، درجہ بہ درجہ)	=	(مرتب کی طرح، درجہ بہ درجہ)
کوشش	=	کوشش
	=	



لالہ وگل (برائے ریفرنس)

جلن	=	سوز
پیروی کرنا، پیچھے چلنا	=	تقلید
راستہ، چلنے کی جگہ، مجازاً دین	=	مذہب
کشادہ کرنا، پھیلانا	=	توسعہ
پانی پینے کی جگہ، مجازاً دین، مذہب	=	مشرَب
سمجھ	=	فہم
ذہانت، عقل	=	ذکا
طبیعت، مزاج	=	طبع
یگانہ، ایک	=	یکتا
نیاپن، تازگی	=	جدت
نیکی، تیزی، خوبی	=	جودت
عمدہ مال، آدمی کی طبیعت	=	قریبہ
مطلب، وہ شے جس پر کوئی معنی بولا جاسکے۔	=	مصدق
ملانا، دوستی، ربط و تعلق	=	ارتباط
بکھرا ہوا، فارسی ملی ہوئی اردو	=	ریختہ
ملا ہوا	=	آمینتہ
حقیر، کمینہ، تھوڑا	=	دون
مردانگی، ہمدردی	=	مروت
اجازت، چھٹی	=	رخصت

غور کرنے کی باتیں

- ❖ تذکرہ ایسی کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں شاعروں، ادیبوں، صوفیوں اور عالموں کے حالات تحریر کیے گئے ہوں۔
- ❖ بیاض میں صرف شاعروں کے اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔
- ❖ تاریخ اور سوانح نگاری کے لیے تذکرہ کی حیثیت مآخذ کی ہے۔
- ❖ تنقید کا اولین نقش ہم کو تذکرہ میں ہی ملتا ہے۔
- ❖ تذکرے چونکہ ذاتی اور انفرادی معلومات پر ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ اس لیے اکثر ایک دوسرے تذکروں کے بیانات میں اختلاف ہوتا ہے۔
- ❖ سراج الدین علی خاں آرزو کی تحریر سادہ اور سلیس ہے اور شاعروں کے اشعار کثرت سے نقل کیے گئے ہیں۔
- ❖ آرزو ایک قادر الکلام شاعر ہیں اور تقریباً ۳۰ ہزار اشعار اُن کی یادگار ہیں۔
- ❖ نظم و نثر میں آرزو نے ۱۵ تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔
- ❖ مجمع التفاسر کا اصل نام تذکرۃ الشعراء ہے، جسے آرزو نے ۱۱۴۶ھ میں مکمل کیا ہے۔
- ❖ آرزو کا انتقال لکھنؤ میں ہوا اور دہلی میں دفن کیے گئے۔
- ❖ مغلیہ دور حکومت میں دہلی کو شاہ جہاں آباد کہا جاتا تھا۔

مختصر سوالات

- ۱- آرزو کا پورا نام کیا ہے؟
- ۲- آرزو کے والد کا نام کیا ہے؟
- ۳- شاہ جہاں آباد اب کس نام سے مشہور ہے؟
- ۴- مجمع التفاسر کا اصلی نام کیا ہے؟
- ۵- آرزو کا وطن کہاں ہے؟
- ۶- آرزو کی کل تصانیف کتنی ہیں؟



لالہ وگل (برائے درجہ دوم)

- ۷۔ آرزو کی وفات کس شہر میں ہوئی؟
- ۸۔ آرزو کی وفات کس سال میں ہوئی؟
- ۹۔ مجمع التفاس میں کتنے شاعروں کا تذکرہ ہے؟
- ۱۰۔ تذکرہ لویسی کا کس نے کیا؟
- ۱۱۔ سب سے پہلے تذکرے کا نام کیا ہے؟

طویل سوالات

- ۱۔ مجمع التفاس پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔
- ۲۔ فارسی میں تذکرہ لویسی کی ابتدا کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں، لکھیے۔
- ۳۔ سراج الدین علی خاں آرزو کے حالات زندگی پر روشنی ڈالیں۔
- ۴۔ آرزو نے سید غلام علی آزاد کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس کا خلاصہ لکھیے۔
- ۵۔ مجمع التفاس کے حوالہ سے مرزا مظہر جانجانا کا تعارف کروائیے۔

عملی کام

- ۱۔ فصاحت اور بلاغت کی تعریف مثال کے ساتھ لکھیے۔
- ۲۔ واژن مصدر سے مضارع کی گردان معنی کے ساتھ لکھیے۔
- ۳۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔
- ۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو مرکب اضافی میں استعمال کیجیے:

زیارت	غزلیات
شاعر	اسلی
روزگار	



داستان کوتاہ (افسانہ)

قصہ گوئی اور داستان سرائی انسانی فطرت میں شامل ہے۔ اس کی روایت انسانی تاریخ کے اولین دور سے ملتی ہے۔ قصہ کی مختلف قسمیں ہیں اور داستان و ناول کی طرح افسانہ بھی ایک مشہور قسم ہے۔ فارسی میں ناول کے لیے ”نول“ یا ”زمان“ اور افسانے کے لیے ”داستان کوتاہ“ کی اصطلاح رائج ہے۔ داستان میں باوق البشر کا رنایے بیان ہوتے ہیں اور حقیقی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کی جاتی ہے۔ جب کہ افسانہ میں زندگی کا صرف ایک پہلو پیش کیا جاتا ہے۔

افسانہ ایک ایسی نثری کہانی ہے جو ایک ہی نشست میں پڑھی جاسکے۔ یہ عام کہانی سے الگ ایک فنی تخلیق ہے جس میں پلاٹ اور افراد قصہ یعنی کردار کے علاوہ ارتقاء، ایک لازمی عنصر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی خوبیاں افسانہ کو عام حکایتوں سے منفرد بناتی ہیں۔ افسانہ کی بنیاد عام طور پر انسانی حقیقت پر رکھی جاتی ہے۔ فارسی میں ”داستان کوتاہ“ یا افسانہ کی ابتدا ناول کے بعد ہوئی ہے۔ ابتدا میں سعید نفیسی اور رضا ہنری نے غیر ملکی زبان کے افسانوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور رسالہ ”افسانہ“ کا اجرا عمل میں آیا۔ محمد علی جمال زادہ فارسی کے پہلے افسانہ نگار ہیں۔ ان کا افسانوی مجموعہ ”یکی بود و یکی نبود“ ۱۹۲۰ء میں برلن سے شائع ہوا، جسے فارسی قصہ کی دنیا میں ایک سنگ میل کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ محمد علی جمال زادہ کے چھوٹے ”صحرائی محشر“ اور ”راہ آب نامہ“ بھی خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

صادق ہدایت کو دوسرا افسانہ نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حسین قلی، صادق چوبک، میر محمد تجازی، غلام حسین عابدی اور جمال میر صادق جیسے افسانہ نگاروں نے فارسی افسانہ نگاری کو نئی جہت بخشی اور افسانہ نگاری کو بام عروج تک پہنچایا۔



لالہ وگل (برائے درجہ دوم)

دهقان فداکار

غروب یکی از روزهای سرد پائیز بود۔ خورشید در پشت کوههای پر برف یکی از روستاهای آذر بایجان فرو رفته بود۔ کار روزانه دهقانان پایان یافته بود۔ غلام علی هم دست از کار کشیده بود و به ده خود بازی گشت۔ در آن شب سرد طوفانی، نور لرزان فانوس کوچکی راه او را روشن می کرد۔

دهی که غلام علی در آن زندگی می کرد نزدیک راه آهن بود۔ غلام علی هر شب از کنار راه آهن می گذشت تا به خانه اش برسد۔ آن شب، ناگاه صدای غرش ترسناکی از کوه برخاست۔ سنگ های بسیاری از کوه فرو ریخت و راه آهن را مسدود کرد۔

غلام علی می دانست که تا چند دقیقه دیگر، قطار مسافربری به آنجا خواهد رسید۔ با خود اندیشید اگر قطار با توده های سنگ برخورد کند واژگون خواهد شد۔ ازین اندیشه سخت مضطرب شد۔ نمی دانست در آن بیابان دور افتاده چگونه راننده قطار را از خطر آگاه کند۔ در همین حال، صدای سوت قطار از پشت کوه شنیده شد که نزدیک شدن آن را خبر می داد۔

غلام علی روزهای را که به تماشای قطار می رفت به یاد آورد۔ صورت خندان مسافران را به یاد آورد که از درون قطار برای او دست تکان می دادند۔ از اندیشه حادثه خطرناکی که در پیش بود قلبش سخت لرزید۔ در جستجوی چاره ای بود تا بتواند جان مسافران را نجات بدهد۔

ناگهان چاره ای به فکرش رسید۔ در آن سرمای شدید به سرعت لباس های خود را از تن در آورد و به سر چوبدستی خود بست۔ نفت فانوس را روی لباسهایش ریخت و آن را آتش زد و مانند مشعلی بدست گرفت۔ غلام علی در حالی که مشعل را بالا نگاه داشته بود۔ به طرف قطار دوید۔

رانندہ قطار با دیدن آتش دانست کہ خطری در پیش است۔ ٹرمز را کشید۔ قطار پس از مکانہای شدید از حرکت باز ایستاد۔ رانندہ و مسافران سراسیمہ از قطار پیرون ریختند۔ با دیدن تودہ ہای سنگ و غلام علی کہ با بدن برہنہ در آنجا ایستادہ بود، دانستند کہ فداکاری او آنہا را از خطر بزرگی نجات دادہ است۔ ہمگی از و تشکر کردند۔ می خواستند بہ او پاداشی بدہند۔ غلام علی گفت: ”من این کار را برای رضای خدا و نجات شما ہم و طنائم انجام دادہ ام۔ پاداش من این است کہ موفق شدم شما را نجات دہم“۔
غلام علی، دہقان فداکار، شادی آن شب را ہیچ گاہ فراموش نخواہد کرد۔

(ماخوذ از آذفا، حصہ سوم)

شکل الفاظ کے معانی

پاکیز	=	موسم خزاں
روستا	=	دیہات
آذر بایجان	=	ایران کے شمال مغرب کا ایک صوبہ
فرو رفتن	=	غروب ہونا
پایان یافتن	=	مکمل ہونا
دست کشیدن	=	چھوڑنا
بردہ خود	=	(بر + دہ + خود) اپنے دیہات یا گاؤں کو
بازگشتن	=	واپس جانا
لرزان	=	ہلتا ہوا، جھلکتا ہوا
نورلرزانی فانوس	=	چراغ کی ٹٹماتی روشنی
راہ آہن	=	ریلوے لائن (ریل کی پٹری)
غزش	=	دھماکہ

فرورختن = بچ کرنا

مسودہ کر دینا = بن کر دینا

قطار مسافر پری = مسافر کو پہنچانے والی ٹرین

پر خورد کر دینا = ٹکراتا

واٹر گون شدن = اٹ جانا

مضطرب = پریشان ہونا

رائدہ قطار = ٹرین کا اڈا

آگاہ کر دینا = خبر کرنا

سوت = سیلی

پاؤ آردن = پاؤ آنا

دست پہن دینا = ہاتھ ملانا

در آردن = اُٹارنا

نفت = کراچی تیل، پٹرول

آتش زدن = آگ لگانا

نگاہداشتن = نگاہ کرنا

خرم = بے شک

باز ایستادن = رک جانا

پاداش = نیکی کا بدلہ

غور کرنے کی باتیں

❖ ”دھقان فداکار“ ایک اخلاقی و سبق آموز افسانہ ہے۔ اس افسانے کے ذریعے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ انسان جہاں بھی رہے اور جس جگہ سے گزرے وہاں ہر وقت یہ خیال رکھے کہ اس کے ارد گرد کوئی ایسی چیز نہ ہو جس سے عام آدمی کو مصیبت و تکلیف پہنچے۔ اگر کوئی چیز نظر آئے تو اس کو راستہ سے دور کیا جائے یا ایسی صورت نکالی جائے تاکہ لوگ اس کے ضرر سے محفوظ ہو جائیں۔

❖ اس افسانہ میں ایک دیہاتی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو ہر روز حصولِ رزق کے لیے شہر جاتا ہے اور شام کو اپنے گھر لوٹ آتا ہے۔ حسب معمول ایک دن وہ شام کو اپنے گھر لوٹ رہا تھا۔ راستہ میں ریلوے لائن تھی۔ ریلوے لائن پار کرنے کے دوران اس کو ایک بھیا تک آواز سنائی دی اور کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑ کا ایک بڑا ٹکڑا ٹوٹ کر ریلوے لائن پر آ گیا ہے اور ریلوے لائن پر مسافر ریل گاڑی آنے والی ہے۔ حادثہ ہونے کی بات سوچ کر دیہاتی پریشان ہو جاتا ہے۔ سخت ٹھنڈک پڑنے کے باوجود وہ اپنا کپڑا اتارتا ہے اور تیل میں بھگو کر روشن کرتے ہوئے مسافر ریل گاڑی کی طرف دوڑ جاتا ہے۔ ڈرائیور دور سے دیکھ لیتا ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ کوئی حادثہ کی اطلاع ہے۔ ڈرائیور ریل گاڑی کو روک دیتا ہے۔ آگے دیکھتا ہے کہ پہاڑ کا ایک بڑا ٹکڑا ریل لائن پر آ گیا ہے جس سے ایک بڑا حادثہ ہو سکتا تھا۔ اس طرح دیہاتی مزدور نے اپنی سوجھ بوجھ سے ایک بڑے حادثہ سے لوگوں کو بچا لیا اور سیکڑوں جانیں ختم ہونے سے بچ گئیں۔

❖ اس افسانہ کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ دیہاتی مزدور غریب ہے۔ برف باری کے باوجود وہ انسانی ہمدردی کے جذبہ کے تحت اپنے کپڑے کو اتارتا ہے اور تیل میں بھگو کر آگ لگا کر حادثہ کو نالنے کے لیے دوڑ پڑتا ہے۔ اور جب حادثہ ٹل جاتا ہے تو اس کو انعام و اکرام کی پیشکش کی جاتی ہے جس کو وہ ٹھکرا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ کام خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اور آپ لوگوں کی جان بچانے کے لیے کیا ہے نہ کہ کسی انعام و اکرام کی لالچ میں۔

❖ دیہاتی مزدور اس رات کے واقعہ کو اپنی زندگی کا ایک اہم واقعہ و کارنامہ شمار کرتا ہے جس کو وہ کبھی

بھی بھول نہیں سکتا ہے۔

- ❖ اس افسانہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان زندگی میں جو بھی کام کرے اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا کا جذبہ ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ کبھی بھی دلچ اور اُمید کے تحت کام نہیں کرنا چاہیے۔
- ❖ ”دھقان فداکار“ ایک افسانہ ہے جس میں اخلاقی اور مذہبی و سماجی اقدار کا جذبہ پایا جاتا ہے جو کسی بھی درسی کتاب کا ایک لازمی عنصر ہوتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ بچوں کے اندر سماجی خدمت، اخلاص، نیک نیتی کا جذبہ پیدا کیا جاسکے۔ اسی مقصد کے تحت اس افسانہ کو داخل نصاب کیا گیا ہے۔ یہ افسانہ آزفا (آموزش زبان فارسی) کتاب سے ماخوذ ہے۔

مختصر سوالات

- ۱- افسانہ کو فارسی زبان میں کیا کہتے ہیں؟
- ۲- فارسی زبان میں افسانہ کی ابتدا کس صنف کے بعد ہوئی؟
- ۳- فارسی کے کچھ مشہور افسانہ نگاروں کے نام بتائیں؟
- ۴- ”دھقان فداکار“ افسانہ کس کتاب سے ماخوذ ہے؟
- ۵- اس افسانے سے کیا نصیحت ملتی ہے؟
- ۶- ”دھقان فداکار“ نے انعام لینے سے کیوں انکار کیا؟
- ۷- اس افسانے کی روشنی میں ہم کو کیا کرنا چاہیے؟
- ۸- افسانہ کو داخل نصاب کرنے کا مقصد کیا ہے؟

طویل سوالات

- ۱- داستان کوتاہ (افسانہ) پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔

۲- ”دھقانِ فداکار“ افسانہ کا مرکزی خیال کیا ہے؟ بیان کیجیے۔

۳- ”دھقانِ فداکار“ کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے۔

عملی کام

۱- اس سبق سے ماضی مطلق کو چنیے اور ان سے فعل ماضی قریب بنائیے۔

۲- اس سبق سے ماضی بعید کے صیغوں کو چن کر لکھیے۔

۳- درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:

.....	پائینر
.....	بہ وہ خود
.....	راہِ آہن
.....	غرش
.....	فروریختن
.....	رائندہ قطار
.....	سوت
.....	ثرمز



بخش نظم



حمد

”حمد“ کا لغوی معنی ”تعریف“ اور ”خدا کی تعریف کرنا“ ہے۔ اصطلاح میں ایسی نظم کو حمد کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف میں کہی گئی ہو۔ حمد میں شاعر خدا کی تعریف، اُس کی قدرت کا اظہار اور صفاتِ خداوندی کا تذکرہ شاعرانہ انداز میں پیش کرتا ہے۔ شاعر خدا کی طرف رجوع ہو کر کائنات میں بکھری ہوئی خدا کی نعمتوں کا تذکرہ کرتا ہے جو ثنا اور توصیفِ خداوندی کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے۔

”حمد“ یعنی خدا کی تعریف اصلاً توحید کا بیان کرنا ہے۔ یعنی خدا کی خدا کی یکتا و یگانہ ہے۔ کوئی کسی اعتبار سے اس کا شریک نہیں ہے اور یہی ایمان کی حقیقت ہے۔ اس طرح شاعر کا کمال یہ ہے کہ حمد گوئی میں خدا کی ذات و صفات کو بیان کرنے میں کسی غیر کی طرف نہ جھانکے۔

حمد کا تعلق چونکہ خدا کی ذات سے ہے یعنی بندہ، بندہ بن کر خدا کی تعریف کرتا ہے۔ اس لیے بندگی میں کمال پیدا کرنا، حمد گوئی کا کمال ہے۔ اس طرح ”حمد“ کہنا شاعر کے لیے آسان بھی ہے اور دشوار بھی۔

”حمد“ صنفِ سخن کے لحاظ سے مستقل ایک مضمون ہے جو نظم کی شکل میں ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی شاعر قصیدہ یا مثنوی کے شروع میں بھی حمد کے اشعار لکھتا ہے۔ یہ ایک پسندیدہ طریقہ ہے کہ کسی چیز کے بیان کرنے سے پہلے خدا کی تعریف کی جائے۔

تاریخی اعتبار سے حمد گوئی کی روایت بہت قدیم ہے۔ فارسی زبان و ادب کی تاریخ حمد سے شروع ہوئی ہے۔ مشکل سے ہی فارسی کا کوئی ایسا شاعر ہوگا جس نے حمد سے اپنے کلام کا آغاز نہ کیا ہو۔ تمام اصنافِ سخن میں حمد گوئی کی روایت موجود ہے۔ فارسی ادب میں ”حمد“ کہنے والے شاعروں کی تعداد بے شمار ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ ہر ایک شاعر نے اپنے اعتبار سے حمد کہی ہے تو غلط نہیں ہے۔ اور یہ ایک مستقل صنف کی حیثیت رکھتی ہے۔

شیخ فرید الدین عطار

اصلی نام محمد، لقب فرید الدین اور تخلص عطار ہے۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ سال ولادت

۱۱۱۹ھ ہے۔ بچپن سے طبیعت تصوف کی طرف مائل تھی۔ آہائی پیشہ عطاری کا تھا۔

باپ کے انتقال کے بعد آبائی پیشہ کو ترقی دی۔ ایک دن عطار اپنی دکان پر بیٹھے

ہوئے تھے کہ ایک فقیر آگیا اور خواجہ صاحب کی دکان کو دیکھنے لگا۔ خواجہ صاحب

نے کہا کہ کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو اپنا راستہ لو۔ اس نے کہا تم اپنی فکر کرو، میرا

جانا کیا مشکل ہے۔ یہ کہہ کر وہیں لیٹ گیا۔ خواجہ صاحب نے جو دیکھا تو وہ انتقال کر چکا تھا۔ اس واقعہ کا

عطار پر گہرا اثر پڑا۔ دکان راہ خدا میں لٹا دی اور کاروبار چھوڑ دیا۔

عطار نے جوانی کا زمانہ علوم و وظائف کی تحصیل میں گزارا اور آخری عمر میں مقام ارشاد پر فائز ہو گئے۔

عطار کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے مصر، دمشق، ہندوستان، ترکستان اور مکہ کی سیاحت کی تھی۔

عطار نے باوجود فقر و تصوف کے عطار خانہ اور مطب کا تعلق قائم رکھا اور اسی حالت میں متعدد

کتابیں لکھی ہیں۔ تصوف میں بہت اونچا مقام تھا۔ مولانا جلال

الدین رومی اُن کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں ۔

هفت شهر عشق را عطار گشت

ما هنوز اندر خم یک کوچه ایم

اپنے وطن نیشاپور میں ہی ایک مغل نے اپنی تلوار سے

خواجہ کو ۱۱۴۳ برس کی عمر میں ۱۲۲۹ھ میں قتل کر ڈالا۔ شیخ عطار کی

لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

تصانیف کی تفصیل اس طرح ہے:

اسرار الہی، الہی نامہ، مصیبت نامہ، وصیت نامہ، پند نامہ، بلبل نامہ، حیدر نامہ، جواہر نامہ، مختار نامہ اور شرح القلوب کے ناموں سے کئی مثنویاں لکھی ہیں۔

عطار کی سب سے بڑی یادگار ان کے قصیدے اور غزلیات کا دیوان ہے، جس میں دس ہزار کے قریب اشعار ہیں۔ دوسری مشہور تصنیف مثنوی منطق الطیر اور تیسری مشہور تصنیف تذکرۃ الاولیاء ہے۔

عطار کے دیوان میں نہایت عارفانہ اور شور انگیز اشعار ہیں۔ گویا اپنے ضمیر کے اسرار کو شعر کا جامہ

پہنایا ہے۔

منطق الطیر میں عارفانہ مطالب کو نہایت لطیف حکایات کے پیرایہ میں بیان کیا ہے۔



شیخ فریدالدین عطار

حمد بی حد مر خدای پاک را آنکه ایمان داد مشیت خاک را
اوست سلطان هر چه خواهد آن کند عالمی را در دمی ویران کند
هست سلطانی مسلم مر و را نیست کس را زهره چون و چرا
آن یکی را تنج و نعمت می دهد دیگری را رنج و زحمت می دهد
آن یکی را زر و دو صد همیان دهد دیگری در حسرت نان جان دهد
آن یکی بر تخت با صد عز و ناز دیگری کرده دھان از قاقه باز
بی پدر فرزند پیدا او کند طفل را در مهد گویا او کند
مردہ صد سالہ را حی می کند این بجز حق دیگری کی می کند
از زمین خشک رویاند گیاه آسمان را بی ستون دارد نگاه

هیچ کس در ملک او اہواز نی

قول او را لحن نی آواز نی



مشکل الفاظ کے معانی

حم	=	تعریف
بی حد	=	بے انتہا، بہت زیادہ
سر	=	خاص کر، بے حساب
مشت	=	مٹھی
خاک	=	مٹی
مشت خاک	=	انسان
سلطان	=	بادشاہ
دم	=	وقت، لمحہ
دی	=	ایک لمحہ
سلطانی	=	بادشاہت
مسلم	=	مانا گیا، تسلیم کیا ہوا
زہرہ	=	دلیری، ہمت، پختہ
چون و چرا	=	جست کرنا، تنقید کرنا
سج	=	خزانہ
رنج	=	تکلیف
رحمت	=	تکلیف
زر	=	سونا، روپیہ
ہمیان	=	روپیوں کی تھیلی
حسرت	=	ارمان، آرزوی
عز و ناز	=	عزت اور شرف

لالہ وگل (براعے درجہ دہم)

جان دادن	=	مر جانا
طفل	=	بچہ
مہد	=	گود، گہوارہ
جی	=	زندہ
گی	=	کب
بجز	=	بغیر
رویا نیدن	=	اُگنا
گیاه	=	گھاس
ستون	=	کھمبا
نگاہ داشتن	=	حفاظت کرنا
انہاز	=	شریک
نئی	=	نہیں
لحن	=	آواز

غور کرنے کی باتیں

- ❖ حمد اصل میں توحید خداوندی کا بیان ہے۔ لیکن چونکہ ذات الہی کا بیان کرنا آسان نہیں ہے۔ اس لیے شاعر صفات خداوندی کے اظہار کا سہارا لیتا ہے اور اللہ کی قدرت کو اپنے انداز میں بیان کرتا ہے۔
- ❖ موجودہ حمد میں عطار نے بڑی سادگی سے صفات خداوندی کو بیان کیا ہے، اور اس کی طاقتوں اور قدرتوں کو اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے۔

- ❖ حمد میں عام طور پر عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس حمد میں عطار نے اپنے پختہ اور عارفانہ عقیدے کو بیان کیا ہے۔
- ❖ اس حمد کے اشعار میں شاعر نے لفظی اور معنوی صنعتوں کا بھی نمونہ پیش کیا ہے۔
- ❖ عطار نے خدا کی ایسی صفات کو اس حمد میں بیان کیا ہے، جس کا مشاہدہ ہر انسان ہر وقت کرتا رہتا ہے۔ مثلاً آسمان کا بغیر ستون کے قائم رہنا، زمین سے گھاس کا اُگنا وغیرہ۔

مختصر سوالات

- ۱- حمد کس کو کہتے ہیں؟
- ۲- حمد اور مناجات کا فرق بتائیے۔
- ۳- حمد میں کن چیزوں کو بیان کیا جاتا ہے؟
- ۴- اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے کس کو پیدا کیا؟
- ۵- وہ کون بچہ تھا جو ماں کی گود میں بولنے لگا؟

طویل سوالات

- ۱- داخلِ نصاب حمد کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے۔
- ۲- عطار نے اس حمد میں خدا کی کن صفات کا تذکرہ کیا ہے؟
- ۳- درج ذیل شعر کی تشریح کیجیے:
بی پدر فرزند پیدا او کند
طفل را در مہد گویا او کند
- ۴- فرید الدین عطار کے بارے میں دس جملے لکھیے۔

۵۔ اللہ کے صفات کو اپنے مشاہدے کی بنیاد پر لکھیے۔

عملی کام

- ۱۔ حمد کے اشعار کو یاد کیجیے۔
- ۲۔ دھند کا مصدر کیا ہے، دھند کس طرح بنا ہے؟
- ۳۔ نگاہ داشتن کو اپنے جملہ میں استعمال کیجیے۔



نعت

نعت عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا ترجمہ ہے ”تعریف“۔ اصطلاح میں اس منظوم کلام کو نعت کہتے ہیں، جس میں حضور ﷺ کی تعریف اور آپ ﷺ کے صفات کو بیان کیا جائے۔

نعت گوئی ایک اہم صنفِ سخن ہے، اور جس قدر اہم ہے اسی قدر نازک بھی ہے۔ اس لیے کہ نعت میں شاعر اپنے شوق و ذوق اور محبت و وارفتگی کا اظہار رسول ﷺ کی شان میں کرتا ہے اور اس ادب کے ساتھ کہ شانِ نبوی ﷺ میں کہیں اور کسی اعتبار سے جھول اور لغزش نہ آنے پائے۔

عالمی ادب میں فارسی ادب نعت گوئی اور مدح رسول ﷺ کے باب میں سب سے زیادہ خوش نصیب اور سرمایہ دار ہے۔ جذبات کی جو فراوانی اور گرمی یہاں نظر آتی ہے دوسری ادبیات میں نہیں پائی جاتی۔ حسن و احسان کا سب سے بڑا پیکر اور جمال و کمال کا سب سے لطیف مظہر حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اس لیے شاعروں نے قدرتی طور پر اپنے کلام کے عجیب و غریب اور ایسے نادر نمونے پیش کیے ہیں، جو اس ذات کے لیے مخصوص ہیں۔

عرب اور عجم میں نعت گوئی کی مضبوط روایت موجود ہے۔ صحابی رسول ﷺ حسان بن ثابتؓ حضور ﷺ کی موجودگی میں منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر حضور ﷺ کے خصائل بیان کرتے تھے۔ شعرائے عجم نے بھی نعت گوئی میں اپنے جوہر کا کمال دکھایا ہے۔



حاجی محمد جان قدسی

حاجی محمد جان قدسی کی پیدائش مشہد مقدس میں ہوئی۔ اسی مناسبت سے قدسی تخلص

اختیار کیا۔ جوانی میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔ شاہ جہاں کے دور میں ہندوستان آنا ہوا۔ سب سے پہلے خواجہ عبد اللہ خان ہفت ہزاری کی شان میں قصیدہ کہا اور بہت زیادہ انعام حاصل کیا۔ ۱۰۴۲ھ میں شاہ جہاں کی خدمت میں ایک قصیدہ کہا۔ شاہ جہاں بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ قدسی کے منہ کو سات بار جواہرات



سے بھرا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اب قدسی کی شہرت ہر چہار جانب ہو گئی اور شاہ جہاں نے اس کو اپنا ملک الشعرا مقرر کر دیا۔ جب ۱۰۴۵ھ میں جشن نوروز کے موقع پر قدسی نے قصیدہ پڑھا تو بادشاہ نے خوش ہو کر روپیہ سے اس کو وزن کروایا۔ اس طرح وہ بادشاہ سے انعامات حاصل کرتا رہا۔

۱۰۵۶ھ میں لاہور میں اس کا انتقال ہوا۔ قدسی نے مثنوی، قصیدہ اور غزل پر مشتمل اپنا دیوان یادگار

چھوڑا ہے۔ ایک مثنوی ”ظفر نامہ شاہ جہاں“ بھی اس نے نظم کی تھی۔

نصاب میں شامل نعت، قدسی کی نعت گوئی کا بہترین نمونہ ہے۔



نعت

حاجي محمد جان قدسي

مرحبا سيدي ملكي مدني العربي
دل و جان باد فدائيت چه عجب خوش لقي
من بيدل به جمال تو عجب حيرانم
الله الله چه جمال ست بدین بو العجب
چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر
ای قریشی لقی هاشمی و مطلق
ما همه تشنه لبانیم و تویی آب حیات
رحم فرما که ز حد می گذرد تشنه لبی
عاصیانیم ز ما نیکی اعمال پیرس
سوی ما روی شفاعت بکن از بی سستی
سيدي انت جیبي و طيب قلبي
آمده سوی تو قدسي بي درمان طلبی



مشکل الفاظ کے معانی

مرحبا	=	شباباش (شادباش)، مہمان کی تعظیم کے لیے بولا جاتا ہے
سید	=	سرور
مدنی	=	مدینہ منورہ کا رہنے والا
فدا	=	قربان ہونا، جان و مال بچھا کرنا
عجب	=	الو کھا
جمال	=	خوبصورتی
بوالعجبی	=	الو کھی ذات جس کو دیکھ کر لوگ تعجب کریں
بکشا	=	تو کھول، کشادن سے فعل امر
سوی	=	طرف
تشنہ	=	پیا سا
عاصی	=	گنہ گار
شفاعت	=	سفارش کرنا
أَنْتَ (عربی)	=	تم
حبیب	=	دوست
طیب	=	حکیم، ڈاکٹر
قلب	=	دل
درمان	=	علاج
طلب	=	مانگنا، خواہش

غور کرنے کی باتیں

- ❖ نعت گوئی مدیہ شاعری کی اس قسم کو کہتے ہیں جس میں شاعر حضور ﷺ کے خصائل اور عادات کو عقیدت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔
- ❖ نعت گوئی ایک ایسا میدان ہے، جہاں پر شاعر کو بہت سنبھل کر شعر کہنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ تھوڑی سی لغزش سے ایمان سلب ہونے کا خطرہ ہے۔
- ❖ جو عشق و محبت رسول ﷺ میں جتنا پختہ ہوتا ہے، اس کی نعت اسی قدر زیادہ مقبول عام ہوتی ہے۔
- ❖ قدسی کی نعت گوئی تصوف کے حلقہ میں بہت مقبول ہے۔ ان کے اشعار، اوزان اور قافیہ کے اعتبار سے بھی ممتاز ہوتے ہیں۔
- ❖ عربی الفاظ کی جا بجا شمولیت نے قدسی کے کلام کی دلآویزی میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزل خواں حضرات ان کے کلام کو ترنم سے پڑھتے ہیں۔ دیگر شعرا اور صوفیا نے بھی کثرت سے ان کی نعت کی تفسیر کی ہے۔

مختصر سوالات

- ۱- نعت کا معنی بتائیے۔
- ۲- مرحبا! کس وقت بولا جاتا ہے؟
- ۳- بوالعجب کس کو کہتے ہیں؟
- ۴- نعت کن کی شان میں کہی جاتی ہے؟
- ۵- نعت کا کوئی شعر سنائیے۔



لالہ وگل (بدائے درجہ دہم)

طویل سوالات

- ۱- درج ذیل شعر کا مطلب بیان کیجیے۔
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لقی
- ۲- شاعر نے اس نعت میں حضور ﷺ کی کن صفات کو بیان کیا ہے؟
- ۳- حضور ﷺ کی شان ”رحمت اللعالمین“ کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں لکھیے؟
- ۴- شاعر نے حضور ﷺ کو ”آب حیات“ سے تعبیر کیا ہے۔ ”آب حیات“ کی خصوصیات کو تفصیل سے لکھیے۔
- ۵- حضور ﷺ سے عشق و محبت کی علامت کیا ہے؟ مختصر لکھیے۔

عملی کام

- ۱- اس نعت کو یاد کیجیے اور ترنم سے پڑھنے کی کوشش کیجیے۔
- ۲- نعت کے پسندیدہ اشعار کو ایک جگہ لکھیے۔



محمد حسین شہریار

مام محمد حسین اور شہریار تخلص ہے۔ ان کے والد کا نام میر آقا خشکناہی ہے۔ والد آذر بایجان کے محکمہ اپیل میں عدلیہ کے وکیل تھے۔ شہریار ۱۲۸۳ھ / ۱۹۰۴ء میں تبریز کے ایک علاقہ خشکناہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی اور کچھ درمیانی تعلیم تبریز میں حاصل کی۔ پھر تہران آکر مدرسہ دارالفنون میں تعلیم مکمل کر کے ۱۳۰۳ھ / ۱۹۲۵ء میں فیکلٹی آف میڈیسن میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۰ء میں اس سلسلہ تعلیم کو چھوڑ کر خراسان چلے گئے۔



وہاں چھ سال رہنے کے بعد بینک میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۳۸ء میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ محمد حسین طالب علمی کے دور سے شعر کہتے تھے اور بہجت تخلص کرتے تھے۔ لیکن بعد میں اپنا تخلص شہریار اختیار کیا۔ ان کا ایک مختصر مجموعہ کلام ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔ یہ دیوان اور ان کی جوانی کی تخلیق مثنوی ”روح پروانہ“ ان کی روز افزوں شہرت و مقبولیت کا باعث بنی۔ ۱۹۵۲ء میں ان کی غزلوں اور قطعات کا مجموعہ دو جلدوں میں شائع ہوا۔ ان کا نصف کلام اب تک شائع نہیں ہوا ہے۔

شہریار عربی اور فرانسیسی دونوں زبانوں پر قدرت رکھتے تھے۔ ترکی میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں۔ شہریار کی زیادہ تر تخلیقات کا شمار عہد حاضر کے شاہکار میں ہوتا ہے۔ پوری فارسی دنیا میں فارسی کے مشہور ترین شاعروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی زیادہ تر شہرت ان کی غزل گوئی کی وجہ سے ہے۔ ان کی مثنویاں نئے انداز میں ہونے کے باوجود شاعرانہ کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ موسیقی سے بھی ان کا گہرا تعلق تھا۔



آشیانِ عنقا

محمد حسین شہریار

(۱)

زین ہمرہان ہمزاد من تنہا توی تنہا بیا
باشد کہ در کام صدف گوہر شوی، یکتا بیا
یارب کہ از دریا دلی خود گوہر یکتا شوی
ای اشک چشم آسمان در دامن دریا بیا
ای ماہ کنعانی ترا یاران بچاہ انگندہ اند
در رشتہ پیوند ما چنگی زن و بالا بیا
مفتون خویشم کردی از حالی کہ آن شب داشتی
بارِ دگر آن حال را کردی اگر پیدا بیا
دنیا و مافیہا اگر نا اہلت ارزانی کند
با سرگرانی بگذر از دنیا و مافیہا بیا
راہِ خرابات است این بی پاشدہ با سر برد
چون مہ گرفتہ شعلہ شوق بہ سرتا پا بیا
گر شہریاری خواہی و اقلیم جان از خاکیان
چون قاف دامن باز چلین زیر پر عنقا بیا



لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

مشکل الفاظ کے معانی

آشیان	=	گھر
عقفا	=	ایک پرندے کا نام جسے کسی نے نہیں دیکھا ہے۔
ہمراہ	=	(ہمراہ کی جمع)، ساتھ چلنے والا
کام	=	حلق، مقصد
صدف	=	سیپ
گوہر	=	موتی
یکتا	=	بے مثال
دامن دریا	=	ساحل سمندر
ماہ کنعان	=	اصطلاحاً حضرت یوسفؑ (کنعان کا چاند)
رشتہ	=	دھاگا، تار
چنگی زن	=	چنگل مارو، ہاتھ مارو
مفتون	=	فریفتہ
حالی	=	خاص حالت
ارزانی کردن	=	ستا کرنا
سرگرائی	=	درد سر، ناراضگی
خرابات	=	شراب خانہ
اقلیم	=	قلمرو، حکومت
خاکیان	=	اولاد



نالہ بلبیل

محمد حسین شہریار

(۲)



دوستان باز دھن می بندند
چشم بندان بچہ فن می بندند
یاد ایام قفس خوش کہ مرا
پر گشودند و دھن می بندند
پای گل چین نتوان بست ولی
پای مرغان چین می بندند

کہنہ کارند حریفان ہشدار
دست یاران کہن می بندند
شہریار چو بہار آمد زارغ
بلبلان لب زخن می ہند

مشکل الفاظ کے معانی

نالہ	=	گریہ، رونا
باز	=	پھر
بندند	=	مصدر بستن سے فعل مضارع جمع غائب، باندھیں
بستن	=	باندھنا
چشم بندان	=	چشم بند کی جمع، آنکھ پر پٹی باندھنے والے
ایام (عربی)	=	یوم کی جمع، دن، زمانہ
قفس	=	قید خانہ، پنجرہ
گشودند	=	گشودن مصدر سے فعل ماضی مطلق جمع غائب، کھولا
گل چین	=	پھول چنے والا
کہنہ کار	=	تجربہ کار
کہن	=	پرانا
لب ازخن بستن	=	ہونٹ بند کر لینا، چپ ہو جانا، خاموش ہو جانا

غور کرنے کی باتیں

❖ صنف غزل سے متعلق غور کرنے کی باتیں حضرت نصر پھلواروی کی غزلوں کے بعد آئندہ صفحات میں دیئے گئے ہیں۔ انھیں ضرور پڑھ لیں۔

طویل سوالات

- ۱۔ محمد حسین شہریار سے متعلق اپنی واقفیت چند جملوں میں لکھیے۔
- ۲۔ غزل ”آشیانِ علقا“ کے پانچویں شعر کا مطلب بیان کیجیے۔
- ۳۔ غزل ”نالہ بلبل“ کے دوسرے اور تیسرے شعر کی تشریح کیجیے۔
- ۴۔ ”نالہ بلبل“ کے آخری شعر میں شہریار نے کیا سبق دیا ہے؟ لکھیے۔
- ۵۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے :

.....	ہمراز	علقا
.....	گوہر	کام صدف
.....	خراہات	ماؤ کنعانی
.....	باز	نالہ
.....	گل چین	قص
.....	کہنہ کار	حریف
.....	زاغ	کہن

۶۔ غزل ”آشیانِ علقا“ اور ”نالہ بلبل“ کے ایک ایک شعر زبانی یاد کیجیے اور اُن کی تشریح کیجیے۔



مختصر سوالات

۱۔ شہریار کا پورا نام کیا تھا؟

لالہ وگل (برائے درجہ دوم)

- ۲- شہریار کے والد کا نام کیا تھا؟
- ۳- شہریار کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
- ۴- شہریار نے طالب علمی کے دور میں کون سا تخلص اختیار کیا تھا؟
- ۵- شاعری کی کون سی صنف شہریار کی شہرت کا سبب بنی؟

عملی کام

- ۱- دونوں غزلوں سے ایک ایک شعر کی تشریح لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیے۔
- ۲- غزل ”آشیانِ عتقا“ کا مرکزی خیال کیا ہے؟ چند جملوں میں لکھ کر اپنے استاد سے اصلاح لیجیے۔
- ۳- غزل ”نالہ بلبل“ کا مرکزی خیال مختصراً لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیے۔
- ۴- غزل ”آشیانِ عتقا“ سے فعل امر کے الفاظ چن کر لکھیے۔
- ۵- درج ذیل محاورات کے معانی اپنے استاد سے معلوم کیجیے۔
(الف) گوہر شدن، چنگی زدن، ارزانی کردن، بی پاشدن، با سر رفتن، باز چیدن۔
(ب) دہن بستن، چشم بستن، پرگشودن، پای بستن۔



نصر پھلواروی

مولانا شاہ محمد علی حبیب بن مولانا شاہ محمد ابوالحسن فرد بن شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہم بڑے عالم متبحر، عارف کامل، ولی اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ ان کی ولادت ۱۵/رمضان روز چہار شنبہ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء میں ہوئی اور وفات ۲۷/ربیع الاول وقت ظہر ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں پھلواروی شریف (پٹنہ) میں ہوئی اور باغ نجیبی میں گنبد پیر مجیب سے پچھم مدفون ہوئے، جس پر ایک وسیع عمارت ۱۳۴۹ھ میں تعمیر ہو گئی ہے۔ کتب درسیہ ہدایہ تک اپنے منہلے چچا اور مرشد مولانا شاہ محمد ابوتراب آشنا قدس سرہ سے پڑھیں اور بقیہ کتب درسیہ اپنے چھوٹے چچا مولانا شاہ محمد حسین سے ۲/شعبان بروز جمعہ ۱۲۷۲ھ میں تمام کیں۔ بیعت و اجازت و خلافت کلی آپ کو اپنے والد سے ۱۲/ربیع الاول ۱۲۶۳ھ میں ہوئی۔ ۳۰/ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ میں سجادہ مجیبیہ پر متمکن ہوئے اور کامل ۲۸ سال رشد و ہدایت، تعلیم و تربیت اور درس و تدریس میں بسر فرمایا۔

آپ کی تصانیف سے رسالہ شواہد الجملہ و نعمت عظمیٰ و اسوۂ حسنہ اور دیگر کئی چھوٹے رسالے ہیں۔ شعر و سخن کا مذاق ابتدائے شعور سے تھا۔ نصر تخلص کرتے تھے۔ اساتذہ کے کلام پر خصوصاً کلیات فرد پر غائر نظر ڈالنے کے بعد شاعری میں ان کا پایہ بہت بلند ہو گیا اور آپ کا شمار شعرائے مستندین میں ہو گیا۔ ایک جلد فارسی دیوان بنام معجز بیان ترتیب دی جو مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے ۱۲۹۷ھ میں طبع ہوا۔ جس میں ردیف دار ۴۸۸ غزلیں، ایک قصیدہ، چند منقبت اور متفرقات ہیں۔ اس میں دیوان نعت مع ماجرای غم بھی شامل ہے، جس میں ۲۹ نعت ہیں۔ ماجرائے غم میں قطعات تاریخ ۵۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس کے نسخے اب نایاب و کمیاب ہیں۔ آپ کا فارسی کلام نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ اردو کلام کی طرف آپ کی کوئی توجہ نہیں ہوئی۔



صبر و خرد....

(۱)

صبر و خرد بعشق نیامد بکار ما
ما هر چه داشتیم شد از اختیار ما
امسال فصل گل نشده سازگار ما
آمد بهار و حیف نیامد نگار ما
هرگز ز آستانه تو بر نخاسته
الا بطوف خانه تو این غبار ما
دل شد ز داغ عشق شگفته چمن چمن
همچون نسیم صبح گذر در بهار ما
تا عکس زلف و روی تو دارم بدل نهان
شام و سحر بود فلک از جان شایر ما
تا چند نصر در تهیه اشعار عرض حال
دانست دل ربا که همین شد شعار ما



لاپ آ

مشکل الفاظ کے معانی

عقل	=	خرد
قدرت، قبضہ، قبول	=	اختیار
افسوس، تلف	=	حیف
محبوب، تصویر، بُت	=	نگار
نہیں اٹھا	=	نخواستہ
مگر (حرف استثنا ہے)	=	الّا
کسی چیز کے گرد گھومنا، گشت کرنا	=	طوف
کھلنا	=	هکفتن
کھلا ہوا	=	شافتہ
گلی، کوچہ	=	کوی
کھینچنا	=	کشیدن
کھینچنے	=	کشہ
دلفریب، جاذب، محبوب	=	دل ربا

غور کرنے کی باتیں

❖ غزل کا پہلا شعر یعنی مطلع ہم قافیہ ہوتا ہے اور آخری شعر کو ”مقطع“ کہا جاتا ہے، جس میں اکثر شاعر کا تخلص ہوتا ہے۔ ہم نے جو غزل پڑھی ہے وہ غزل مطلع اور مقطع کے ساتھ ایک ایسی غزل ہے جس میں قافیہ کے بعد ردیف کی بھی پابندی کی گئی ہے۔

- ❖ غزل شاعری کی مقبول ترین صنف ہے۔ اس صنف شاعری میں محبوب و محب ہم کلام ہوتے ہیں اور عشق و عاشقی کی باتیں ہوتی ہیں۔
- ❖ عام طور پر غزل کے ہر شعر کا مفہوم جداگانہ ہوتا ہے، لیکن غزلیں مسلسل اور ایک خاص موضوع اور عنوان کے تحت بھی لکھی جاتی ہیں۔ غزل کے ہر شعر میں تسلسل و روانی موجود ہوتی ہے۔
- ❖ غزل میں محبوب کی باتوں اور اس کی خوبیوں کا تذکرہ ہوتا ہے، لیکن محبوب سے مراد صرف محبوب حقیقی نہ ہو کر محبوب مجازی بھی ہوتا ہے۔ اس غزل میں یہ خوبی موجود ہے۔
- ❖ شاعر نے اپنی اس غزل میں لوگوں کو سبق دیا ہے کہ اگر دنیا میں تم کسی سے محبت کرتے ہو تو دنیا کی تمام چیزوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اپنے محبوب میں گم ہو جاؤ۔ اگر تم محبوب کی محبت میں فنا ہو جاؤ گے تو کامیابی تمہارا قدم چومے گی۔
- ❖ شاعر نے محبوب کی محبت پانے کے لیے عاشق کو عشق کے طریقے بتائے ہیں اور عشق کے اصولوں کی واقفیت دی ہے کہ اپنے محبوب کی محبت میں کس طرح فنا ہونا اور کس طرح محو ہو جانا چاہیے۔
- ❖ شاعر نے اس غزل میں عشق مجازی کے علاوہ عشق حقیقی کو بھی بیان کیا ہے۔ اس طرح اس غزل کے مفہوم کو ہم عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

مختصر سوالات

- ۱۔ نھر کا تعلق کس خاندان سے ہے؟
- ۲۔ نھر کی تاریخ وفات کیا ہے؟
- ۳۔ نھر کی اس غزل سے ہم کون سا عشق سمجھ سکتے ہیں؟
- ۴۔ نھر کی جائے ولادت اور جائے وفات کہاں ہے؟

طویل سوالات

- ۱- نثر کی غزلیہ شاعری پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔
- ۲- دوسرے اور پانچویں شعر کی تشریح کیجیے۔
- ۳- درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے :
آید خار نفس ایوان یقین خویش مدام
- ۴- اس غزل کے کسی دو شعر کی تشریح کیجیے۔

عملی کام

- ۱- غزل کا مطلع زبانی یاد کیجیے۔
- ۲- کسی دو شعر کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے۔
- ۳- اس غزل کا کیا مفہوم ہے اپنی زبان میں تحریر کر کے استاد سے اصلاح لیجیے۔



بزلفِ او اگر...

(۲)

بزلفِ او اگر دل بسته باشی
ز بند دو جهان وازسته باشی
بصید تو در آید یک جهانی
ازان ناوک اگر دل خسته باشی
ز خارِ نفسِ تو نبود خلشِ گر
در ایوانِ جهان گلدسته باشی
اگر باشی بر صاحبِ دلی باش
رطبِ گردی اگرچه خسته باشی
چو بشکستی دل از دنیا و عقبی
یقین میدان بحق پیوسته باشی
تو مایان را بدام خویش کروی
ز دام ما همه برجسته باشی
همه در خانه ات آیند بیباک
بروی نصر خود در بسته باشی



مشکل الفاظ کے معانی

بستن	=	مسدود کرنا، مقید کرنا، قید کرنا، باندھنا
بستہ	=	مقید، بندھا ہوا
بند	=	قید، زنجیر
وارستہ	=	رستہ، آزاد
صید	=	شکار
ناوک	=	تیر
ختہ	=	بد حال، فرسودہ، تھکا ہوا
خلش	=	چُھن، کھٹک
گلدستہ	=	پھولوں کا گچھا
رطب	=	تر
صاحب دل	=	دل والا، عارف
پیوستہ	=	متصل، ہمیشہ
برجستہ	=	بروقت، بے ساختہ، باہر نکلا ہوا، آزاد
پیپاک	=	بے خوف، شوخ، بے ادب

غور کرنے کی باتیں

- ❖ یہ غزل بھی جناب نصر کے دیوان سے ماخوذ ہے۔
- ❖ اس غزل میں بھی شاعر نے غزل کی زبان استعمال کی ہے، مثلاً زلف، دل، ناوک، خارنفس وغیرہ،

- جس کی وجہ سے غزل میں غزلیت مکمل طور پر پائی جاتی ہے۔
- ❖ پہلے شعر میں شاعر نے ”او“ کو محبوب کے لیے استعمال کیا ہے۔ اگر اس سے دل کو وابستہ کر دیا جائے تو دونوں جہاں کی فکر سے نجات مل سکتی ہے۔ عشق میں کامیابی کا بھی راز ہے۔ اور ہر میدان زندگی میں اسی کے ذریعہ کامیابی مل سکتی ہے۔
- ❖ اس غزل کا چوتھا شعر بھی توجہ طلب ہے۔ اگر کسی صاحب دل کی صحبت حاصل ہو جائے تو ہماری زندگی میں دشواریوں اور پریشانیوں کے باوجود بہار آ سکتی ہے۔

مختصر سوالات

- ۱- نعر کا نام کیا ہے؟
- ۲- نعر کا سال ولادت کیا ہے؟
- ۳- نعر نے کب وفات پائی؟
- ۴- اس غزل میں نعر نے کس انداز کو بیان کیا ہے؟
- ۵- ”آستانہ تو“ سے کیا مراد ہے؟
- ۶- غزل میں شاعر نے محبوب سے کس چیز کی تمنا کی ہے؟
- ۷- نعر اس غزل میں کہاں مرنے کی تمنا کرتے ہیں؟
- ۸- اس غزل سے ہم کو کیا سبق ملتا ہے؟

طویل سوالات

- ۱- نعر کے حالات زندگی اور شاعری پر چند جملے لکھیے۔
- ۲- غزل میں شاعر کن باتوں کا ذکر کرتا ہے۔
- ۳- غزل پر مختصر نوٹ لکھیے۔

۴- درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے :

نہان شام و سحر اختیار ہر مسکین

عملی کام

۱- مندرجہ ذیل صیغوں کے مصادر بتائیے :

دارم کھدہ داشتیم

۲- درج ذیل مصادر سے ماضی بعید کی گردان لکھیے :

داشتن گردان گرفتن

۳- مطلع، مطلع، قالیچہ اور ردیف کی تعریف اپنے استاد سے معلوم کیجیے۔



نظم

نظم فارسی شاعری کی ایک صنف ہے۔ لفظ نظم مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ نثر کے مقابلے میں بھی نظم کا استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں شاعری کے تمام اصناف کو شامل کر لیتے ہیں۔ غزل کے مقابلے میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں نظم کسی عنوان پر مسلسل خیالات کے اظہار کا نام ہے۔ اس میں ہر شعر دوسرے شعر سے مربوط ہوتا ہے۔ لیکن غزل کا ہر شعر معنوی اعتبار سے مکمل ہوتا ہے۔ اس میں عام طور پر ہر شعر ایک دوسرے سے مربوط نہیں ہوتا وہ مکمل اکائی ہوتا ہے۔ نظم ایک صنف کے طور پر اشعار کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں ایک مرکزی خیال ہوتا ہے اور ارتقائے خیال کے ساتھ تسلسل پایا جاتا ہے۔

بہار، پروین اعتصامی، ادیب وغیرہ شعرا جدید نظم نگار ہیں۔



ملک الشعرا بہار مشہدی

فارسی کے نظم نگار شعرا کے درمیان میرزا محمد تقی کا ایک خاص مقام ہے۔ انھوں نے فارسی نظم کو ایک نئی سمت عطا کی ہے۔ ملک الشعرا بہار مشہدی کا نام میرزا محمد تقی ہے۔ ان کا تخلص بہار ہے۔ میرزا محمد تقی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ ق کو شہر مشہد میں پیدا ہوئے۔



ان کے والد کا نام محمد کاظم صبوری تھا۔ میرزا محمد تقی کے والد کو بادشاہ کی جانب سے ملک الشعرا کا خطاب حاصل تھا۔ میرزا محمد تقی نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور آٹھ سال کی عمر سے ہی شاعری شروع کر دی تھی۔ ان کے والد کا انتقال ۱۳۲۲ھ میں ہوا۔ والد بزرگوار کے انتقال کے بعد سلطان ناصر الدین شاہ نے ملک الشعرا کا خطاب میرزا محمد تقی کو عطا فرما دیا۔ یہ ناصر الدین شاہ کے زمانہ میں فارسی کے عظیم شاعروں میں شمار کیے جاتے تھے۔ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۵۱ء میں فوت ہوئے۔ غزل، قصیدہ، مثنوی کل ملا کر بہار کے اشعار کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ ہے۔



حُسن نیت

مگر جز خوب صد در صد نه بنی
که گر بد بین شوی جز بد نه بنی
چو نیکو نگری در ملک هستی
بغیر از جلوه ایزد نه بنی
ز نا بخرد جهان را روز تیره است
مگر تا روی نا بخرد نه بنی
دد و دیوند خود چنان مغرور
همان بهتر که دیو و دد نه بنی
حقائق را ز چشم دیگران بین
که گر خود بین شوی جز خود نه بنی
مسلم شد مرا کز حسن نیت
بغیر از حسن پیش آمد نه بنی

(ملک اشعرا بهار شہدی)



شکل الفا کے معانی

نگر	=	تو دیکھ، نگرستن سے فعل امر ہے
صد در صد	=	سو فی صد
جز	=	علاوہ
بد بین	=	بُرا دیکھنے والا۔ اسم فاعل سماعی ہے
نا بخرد	=	بے وقوف، کم عقل
ہستی	=	وجود
جلوہ	=	نور، روشنی
ایزد	=	خدا
خرد	=	عقل
دیو	=	شیطان
دد	=	شیطان، درندہ
حقائق	=	حقیقتیں، حقیقت کی جمع
مستلم	=	تسلیم شدہ، مانا ہوا

غور کرنے کی باہمی

- ❖ کسی بھی نظم کے تین اجزا ہوتے ہیں۔ ابتدا، ارتقاء، اختتام، اس نظم میں یہ تینوں اجزا موجود ہیں۔
- اس لیے یہ مکمل نظم ہے۔
- ❖ حسن نیت اس نظم کا عنوان ہے۔ اس مرکزی خیال کو بہار نے بہت ہی خوبصورتی سے پوری نظم

میں ملحوظ رکھا ہے۔

❖ اس نظم کی زبان آسان اور مؤثر ہے۔

❖ نظم میں ربط و سلسلہ کے ساتھ خیال کا آگے بڑھنا ضروری ہے۔ اس نظم میں ربط و سلسلہ کے ساتھ خیال آگے کی طرف روان ہے۔ اس نظم کی روشنی میں بہار فارسی کے کامیاب ترین نظم نگار شاعر ہیں۔

مختصر سوالات

- ۱۔ بہار مشہدی کس صدی کا شاعر ہے؟
- ۲۔ بہار کا پورا نام کیا ہے؟
- ۳۔ بہار کس بادشاہ کے زمانے کے شاعر تھے؟
- ۴۔ بہار کے والد کا نام کیا ہے؟
- ۵۔ بہار کہاں پیدا ہوئے؟
- ۶۔ بہار کو ملک اشعرا کیوں کہتے ہیں؟
- ۷۔ ملک اشعرا کا خطاب کس نے دیا تھا؟
- ۸۔ بہار مشہدی کی تاریخ وفات کیا ہے؟

طویل سوالات

- ۱۔ بہار مشہدی کے حالات زندگی کو چند جملوں میں لکھیے۔
- ۲۔ نظم ”حسن نیت“ کا خلاصہ اپنی زبان میں تحریر کیجیے۔
- ۳۔ درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے۔
صد در صد جزبد جلوہ ایزد نابخرد دیو

۴- درج ذیل شعر کی تشریح کیجیے:

چو نیکو بنگری در ملک ہستی
بغیر از جلوہ ایزد نہ بینی

۵- درج ذیل شعر کا مطلب بیان کیجیے:

حقائق را ز چشم دیگران بین
کہ گر خود بین شوی جز خود نہ بینی

۶- درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

بد بین جلوہ ایزد دیو حقائق
۷- اس نظم میں کن کن مصادر کا استعمال کیا گیا ہے، بتائیے۔

عملی کام

۱- اس نظم میں استعمال فعل امر اور نہی کو جمع کیجیے اور ان کے مصادر لکھئے۔

۲- درج ذیل مرکبات کے معانی لکھئے۔

بد بین ملک ہستی جلوہ ایزد
خود بینان حُسن نیت پیش آمد



ڈاکٹر محمد اقبال

فارسی اور اردو شعراء میں علامہ اقبال کا نام محتاج تعارف نہیں۔ ان کی ولادت ۲۳

اپریل ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام نور محمد تھا۔ ان کا تعلق

کشمیری پنڈتوں کے خاندان سے تھا۔ دو سو سال قبل ان کا خاندان مشرف بہ اسلام

ہو گیا تھا۔ آپ کے والد ایک درویش صفت انسان تھے۔ آپ نے میٹرکولیشن تک

کی تعلیم سیالکوٹ کے ایک ہائی اسکول میں حاصل کی۔ جناب مولانا حسن آپ کے مخلص

و شفیع استاد تھے۔ میٹرکولیشن کے بعد آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ فلاسفی ان کا خاص مضمون

تھا۔ یہاں فلاسفی کے مشہور استاد پروفیسر آرٹلڈ سے اکتساب فیض کیا۔

علامہ اقبال نے زمانہ طالب علمی سے ہی اردو میں شعر

گوئی کا آغاز کر دیا تھا۔ کچھ سالوں کے بعد یہ اعلیٰ تعلیم کے حصول

کے لیے انگلینڈ تشریف لے گئے۔ یہاں انھوں نے قانون کی سند

حاصل کی اور جرمنی کے میونخ یونیورسٹی سے فلاسفی میں ڈاکٹریٹ کیا۔

یورپ میں رہ کر انھوں نے وہاں کی تہذیب و ثقافت اور سیاست و

تمدن کا گہرا مطالعہ کیا۔ اور وہاں کے بڑے بڑے فلسفیوں سے بھی استفادہ کیا۔ بعد میں ان کی اردو و فارسی

شاعری پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ ان کے اردو و فارسی کے آثار سے علمی دنیا اچھی طرح واقف

ہے، جن کا تذکرہ تحصیل حاصل ہے۔ ان کی پوری اردو و فارسی شاعری وطن دوستی، ملتی بیداری، آزادی افکار

کے محور کے گرد گردش کرتی ہے۔ وہ ۱۹۳۸ء میں ۲۱ اپریل کو لاہور میں فوت ہوئے۔



اگر خواہی حیات اندر خطری

غزالی با غزالی درو دل گفت
ازین پس در حرم گیرم کنای
بصرا صید بندان در کمین اند
بکام آهوان صُحی نہ شامی
امان از فتنہ صیاد خواہم
دل از اندیشہ ہا آزاد خواہم
رفیقش گفت ای یار خردمند
اگر خواہی حیات اندر خطری
دمادم خویشتن را بر فسان زن
ز تیغ پاک گوہر تیز تر زی
خطر تاب و توان را امتحان است
عیار جسم و جان را امتحان است

(ڈاکٹر محمد اقبال)

مشکل الفاظ کے معانی

غزال	=	ہرن
حرم	=	خانہ کعبہ
کنام	=	چوپایوں کی آرام گاہ، آشیانہ
صيد بنان	=	شکاری
کمین	=	گھات
صياد	=	شکاری، صید بند کی جمع
اندیشہ	=	وسوسہ، خیال
رفیق	=	دوست، ساتھی
یار خردمند	=	عقل مند دوست
دمادم	=	ہمیشہ
فسان زن	=	کھرا د، کھرا د پر مارو
فسان	=	کسوٹی، کھرا د
زی	=	زندہ رہو۔ یہ زیستن مصدر سے فعل امر واحد حاضر ہے۔
عیار	=	کسوٹی

غور کرنے کی باتیں

❖ آپ نے ڈاکٹر محمد اقبال کی نظم ”اگر خواہی حیات اندر خطر زی“ پڑھی۔ اس حسین نظم میں اقبال نے زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے کہ دنیا شکاری کے پھندے کی طرح ہے، جو وہ شکار پکڑنے

کے لیے بچائے رہتا ہے کہ کب شکار پھنس جائے۔ اسی طرح دنیا بھی انسان کے لیے ایک پھندہ ہے اور اس میں انسان کو زندگی گزارنی ہے لیکن یہ خیال رہے کہ وہ اس جال میں پھنس نہ جائے۔ ❖ ڈاکٹر محمد اقبال نے ہرن کی باہمی گفتگو کے ذریعہ یہ بتایا ہے کہ ہرن اپنے دل کا احساس ظاہر کرتے ہوئے دوسرے ہرن سے کہتی ہے کہ جس جنگل میں ہم لوگ زندگی گزار رہے ہیں اس میں شکاری سیکڑوں جال ڈالے ہوئے ہیں اور ہر وقت گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ اس لیے ہمیں ہمیشہ یہاں چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہیے اور مصائب کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ ❖ اس نظم سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسانوں کو زندگی گزارنے کے لیے ہمیشہ خطرات سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

مختصر سوالات

- ۱- ڈاکٹر محمد اقبال کا تعلق کس خاندان سے تھا؟
- ۲- ڈاکٹر محمد اقبال نے اعلیٰ تعلیم کہاں حاصل کی؟
- ۳- ڈاکٹر محمد اقبال کے والد کا نام کیا تھا؟
- ۴- نظم میں شاعر کیا سبق دینا چاہتا ہے؟
- ۵- ڈاکٹر محمد اقبال کی وفات کب ہوئی؟
- ۶- ڈاکٹر محمد اقبال کی قبر کہاں ہے؟

طویل سوالات

- ۱- نظم کے کتنے ہیں؟ ایک مختصر نوٹ لکھیے۔
- ۲- ڈاکٹر محمد اقبال کے حالات زندگی اور شاعری پر مختصر نوٹ لکھیے۔



۳- نظم ”اگر خواہی حیات اندر خطر زی“ کا مفہوم لکھیے۔

۴- درج ذیل اشعار کا مطلب لکھیے :

(۱) رفیقش گفت ای یار خردمند

اگر خواہی حیات اندر خطر زی

(۲) خطر تاب و توان را امتحان است

عیار جسم و جان را امتحان است

عملی کام

۱- اس نظم میں استعمال فعل مضارع کو جمع کیجیے اور اُن کا مصدر لکھیے۔

۲- درج ذیل الفاظ کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے اصلاح لیجیے :

..... حرم گیرم

..... بکام آھوان

..... خواہی حیات

..... تیغ پاک

۳- اس نظم میں کن کن افعال کا استعمال کیا گیا ہے، لکھیے۔



لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

قصیدہ

قصیدہ صنف شاعری کی ایک مشہور قسم ہے، جس میں کسی کی تعریف یا ہجو (ذمت) بیان کی جاتی ہے۔ جس قصیدہ میں کسی کی تعریف بیان کی جائے اسے مدحیہ اور جس میں کسی کی مذمت کی جائے اسے ہجویہ قصیدہ کہتے ہیں۔ قصیدہ میں مدح و ذم کے علاوہ دیگر مضامین جیسے مناظر قدرت، ہند و نصائح، فلسفیانہ افکار اور سماجی و معاشرتی حالات بھی بیان کیے جاتے ہیں۔

قصیدہ گوئی کی ابتدا عرب سے ہوئی ہے۔ ایران میں جب شعر گوئی کا آغاز ہوا تو عرب کی پیروی میں سب سے پہلے قصیدہ گوئی کا رواج عام ہوا۔ چونکہ یہی ایک ایسی صنف شاعری ہے جس کے ذریعہ شاعر کو انعام و اکرام اور عزت و مقام حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس لیے فارسی گو شعرا نے قصیدہ گوئی کے فن کو کمال عروج تک پہنچا دیا اور بڑے بڑے معرکے اس میدان میں فتح کیے۔

قصیدہ میں مندرجہ ذیل اجزاء ہوتے ہیں:

۱- تشبیب ۲- گریز

۳- مدح ۴- حسن طلب یعنی عرض حال

۵- دعا (مقطع)

۱- تشبیب: قصیدہ کا ابتدائی حصہ ہے۔ اسی سے قصیدہ کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ ایک قصیدہ میں ایک سے زیادہ مطلع بھی ہو سکتے ہیں۔ مطلع کے شعر کا ہم قافیہ اور ہم ردیف ہونا ضروری ہے۔ قصیدہ کے باقی اشعار کا دوسرا مصرعہ ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتا ہے۔ مطلع بتنا برجستہ اور شگفتہ ہوگا قصیدہ اتنا ہی کامیاب ہوگا۔

موضوع کے اعتبار سے تشبیہ کے اشعار میں تنوع ہے۔ مناظر قدرت سے لے کر فخر و مباہات تک تمام مضامین اس میں بیان کیے جاتے ہیں۔

۲- گریز: تشبیہ اور مدح کے درمیان گریز کے اشعار کی وجہ سے حسن پیدا ہوتا ہے۔ شاعر اس طرح تشبیہ کے اشعار کہتا ہوا مدح گوئی کی طرف گریز کرتا ہے کہ اس کی لطافت سے ندرت پیدا ہو جاتی ہے، اور قاری عام طور پر محسوس نہیں کر پاتا ہے۔

۳- مدح: قصیدہ کا خاص حصہ ہے۔ شاعر اس حصہ میں مدح سرائی کا کمال دکھلاتا ہے۔

۴- حسن طلب: قصیدہ کا وہ حصہ ہے، جس میں شاعر بڑی نزاکت کے ساتھ ممدوح کے سامنے اپنا مدعا پیش کرتا ہے۔

۵- دعا: قصیدہ کا آخری حصہ ہے۔ شاعر ممدوح کو دعا دیتا ہوا اپنے بھی خواہوں کی کامیابی کی دعا کرتا ہے۔



فرخی

نام ابو الحسن علی اور تخلص فرخی ہے۔ سیستان کے جولوغ نامی شخص کے بیٹے تھے۔ آغاز

جوانی میں ادب اور شاعری کے فن میں ماضی کے نامور شاعروں کی پیروی میں مصروف ہو گئے۔ چنگ اور برہٹ بجانے اور ترنم آفرینی و نغمہ انگیزی میں مہارت پیدا کی۔ انھی خوبیوں کی وجہ سے وہ سیستان کے ایک دہقان کے یہاں ملازم ہو گئے۔



شادی اور اولاد کے بعد سیستان سے باہر جانے اور شعر و موسیقی کے کسی قدردان کی

خدمت میں ملازمت کرنے کا ارادہ کیا۔ امیر چغانیان کا وزیر عمید اسعد صاحب ذوق تھا۔ اس نے قصیدہ سن کر انعام و اکرام سے نوازا اور دربار میں ملازم رکھ لیا۔ جب محمود غزنوی کی ادب پروری اور ہنر نوازی کا شہرہ سنا تو وہ غزنین چلا گیا۔ سلطان، اس کے بھائی اور بیٹوں نے فرخی کی بڑی نوازش کی۔ فرخی قصیدہ نگاری میں ماہر سمجھا جاتا ہے۔



تہنیتِ عید و مدحِ محمود

عید فرخ باد بر شاہِ جهان جاودانہ شادمان و کامران
نعمتش پیوستہ و عمرش دراز دولتش پایندہ و بخشش جوان
سال و مہ لشکر کش و لشکر شکن روز و شب کشور دہ و کشورستان
تا جہان را پادشہ باید ہمی پادشہ محمود باد اندر جہان
دشمن و بدگوی او را آبِ سرد آتش سوزندہ بادا در دہان
شیرِ زر در کشورِ ایران زمین از نہیش کرد نتواند زیان
شکر ایزد کہ مارا خسروی است کار ساز و کار بین و کامران
خسروی با دولتی نیک و قوی خسروی با لشکری کشن و گران
کس نداند گفت اندر هیچ جنگ پشت او دیدہ است بہمان و فلان
وقت آن آمد کہ در تازد بروم نیزہ اندر دست و در بازو کمان
تاجِ قیصر بر سرِ قیصر زند ہم چنان چون بر سرِ خانِ چتر خان
تا خزان را تازہ گرداند بہار تا ہوا را تیرہ گرداند خزان
تا بایامِ خزانِ نرگس بود تا بہ هنگامِ بہارانِ ارغوان

جز برای او متباد آفتاب

جز بکام او مگرداد آسمان

(انتخاب از قصاید فرخی)



لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

مشکل الفاظ کے معانی

مبارک	=	فرخ
لگاتار	=	پیوستہ
حملہ کرنا	=	لشکر کشی
ملک دینے والا	=	کشور دہ
بادشاہ	=	خسرو
مسئلہ پر غور کرنے والا	=	کار بین
بھیڑ	=	عکس
کوئی شخص	=	بہمان و فغان
ہمیشہ	=	جاودانہ
قائم، باقی	=	پایندہ
مقابلے کی فوج کو شکست دینا	=	لشکر شکن
ملک فتح کرنے والا	=	کشورستان
کام بنانے والا	=	کار ساز
مقصد حاصل کرنے والا، کامیاب	=	کامران
بھاری	=	گراں
حملہ کرے (تاقتن مصدر سے فعل مضارع صیغہ واحد غائب)	=	تازد

غور کرنے کی باتیں

- ❖ فارسی شاعری کی پسندیدہ اور مقبول صنف قصیدہ ہے۔
- ❖ قصیدے کی وہ قسم، جس میں کسی کی تعریف ہو، اسے مدحیہ قصیدہ اور اگر کسی کی مذمت کی جائے تو اسے ہجویہ قصیدہ کہتے ہیں۔
- ❖ ایران میں فارسی زبان میں قصیدہ سرائی کا آغاز عرب شاعروں کی پیروی میں ہوا۔
- ❖ قصیدے کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ مطلع جس قدر برجستہ اور شگفتہ ہوگا قصیدہ اتنا ہی کامیاب ہوگا۔
- ❖ تشبیب کے بعد شاعر مدح کی طرف گریز کرتا ہے۔ گریز کا شعر ایسا ہونا چاہیے کہ سننے یا پڑھنے والے کو احساس بھی نہ ہو اور مدح شروع ہو جائے۔
- ❖ فارسی کے چند نامور قصیدہ گو شعرا یہ ہیں: انوری، سنائی، فرخی، منوچہری، خاقانی، قاضی، عرنی۔

مختصر سوالات

- ۱۔ کس قسم کی نظم کو قصیدہ کہتے ہیں؟
- ۲۔ ترکیبی اعتبار سے قصیدوں کے کتنے حصے ہوتے ہیں؟
- ۳۔ فارسی کے مشہور قصیدہ نگاروں کے نام لکھیے۔
- ۴۔ فرخی کا نام کیا تھا؟
- ۵۔ فرخی کی ولادت کہاں ہوئی تھی؟

طویل سوالات

- ۱۔ محمود غزنوی سے اپنی واقفیت کا اظہار چند جملوں میں کیجیے۔
- ۲۔ محمود غزنوی کی مدح میں جو قصیدہ فرخی نے لکھا اس کا مفہوم پانچ جملوں میں لکھیے۔
- ۳۔ فرخی کے بارے میں جو کچھ معلوم ہے چند جملوں میں لکھیے۔

- ۴- فرخی نے کس صنف میں شاعری کی؟ لکھیے۔
۵- فرخی کے قصیدے کے کم سے کم دو شعر زبانی یاد کر لیجیے۔

عملی کام

۱- درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے :

.....	کشور	تہنیت
.....	پابندہ	مدح
.....	سوزندہ	فرخ
.....	کار ساز	جاودانہ
.....	بدگو	شادمان
.....	کارین	کامران

- ۲- ”فصل بہار“ اور ”فصل خزاں“ پر پانچ جملے لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیے۔
۳- ایران اور روم کے بادشاہوں کو کس کس لقب سے یاد کرتے تھے؟ لکھیے۔



مثنوی

فارسی میں مثنوی مشہور صنف شاعری ہے۔ مثنوی کے لغوی معنی ”دو“ کے ہیں۔ لیکن شاعری کی اصطلاح میں مثنوی وہ صنف سخن ہے، جس کے دونوں مصرعے میں قافیہ ہوتا ہے۔ جیسے:

دید موسیٰ یک شبانی را براہ
کوہی گفت ای کریم وای الہ

اس شعر کے دونوں مصرعوں کے آخر میں راہ اور الہ قافیہ ہیں۔

مثنوی میں شعروں کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ جیسا کہ غزل اور رباعی میں ہوتا ہے۔ مثنویاں اشعار کی تعداد کے اعتبار سے چھوٹی بھی ہوتی ہیں اور بڑی بھی۔ اس میں کسی تاریخی واقعہ، منظر یا اخلاقی و صوفیانہ خیالات کو ربط اور تسلسل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ مضامین کے اعتبار سے مثنویوں کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں۔ رزمیہ، عشقیہ، اخلاقی، صوفیانہ، منظر و سماں وغیرہ۔ فارسی میں مثنوی نگار شاعروں میں فردوسی، سعدی، نظامی، رومی، جامی اور امیر خسرو خاص شہرت رکھتے ہیں۔



مولانا روم

جلال الدین محمد بہاء الدین عرف مولانا روم ۶۰۳ھ مطابق ۱۲۰۷ء میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ ان کا خاندان بعد میں بلخ سے نیشاپور منتقل ہو گیا۔ جلال الدین نے اپنے والد کے انتقال کے بعد مختلف شہروں میں جا کر تعلیم حاصل کی۔ تکمیل علوم ظاہری کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ وہ اپنے دور کے مشہور معلمین میں شمار ہوتے تھے۔ علوم باطنی اور سلوک و



معرفت کی طرف راغب ہوئے۔ شمس تبریز سے ملاقات ہوئی۔ ان کی شخصیت سے مولانا روم اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے پھر اپنے پیر کی محبت میں اس قدر مستغرق ہو گئے کہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھے۔ آخر ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۳ء میں انتقال فرمایا اور قونیہ میں مدفون ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں مثنوی کو شہرت دوام حاصل ہے، جس کے چھ ضخیم دفتر ہیں اور ہر دفتر ہزاروں ابیات پر مشتمل ہے۔ کل ابیات ۲۶ ہزار ہیں۔ ان کی غزلوں کا بھی ایک مجموعہ ہے جو دیوان شمس تبریز کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے سلسلہ تصوف کو سلسلہ جلالیہ یا سلسلہ مولویہ کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں رقص و سماع کو خاص اہمیت حاصل ہے۔



حکایت شبان و موسیٰ

دید موسیٰ یک شبانی را براه
تو کجائی تا شوم من چاکرت
ور ترا بیماری ای آید به پیش
گر به ینم خانه ات را بر دوام
دستکت بوسم، بمالم پاکت
ای فدای تو همه بزهای من
زین نمط بیبوده می گفت آن شبان
گفت با آن کس که مارا آفرید
گفت موسیٰ های خیره سر شدی
گر نه بندی زین سخن تو حلق را
شیر آن نوشد که در نشو و نما ست
دوستی ای بی خرد خود دشمنی ست
گفت ای موسیٰ دهانم سوختی
جامه را بدرید و آهی کرد و تفت
و جی آمد سوی موسیٰ از خدا
تو برای وصل کردن آمدی
کوهمی گفت ای کریم و ای اله
چارقت دوزم کنم شانه سرت
من ترا غنخوار باشم هم چو خولیش
روغن و شیرت بیارم صبح و شام
وقت خواب آید برویم جایکت
ای بیادت می می و همیهای من
گفت موسیٰ با که است ای فلان
این زمین و چرخ ازان آمد پدید
خود مسلمان نشده، کافر شدی
آتش آید بسوزد خلق را
چارق او پوشد که او محتاج پاست
حق تعالی زین چنین خدمت غنی ست
وز پشیمانی تو جانم سوختی
سر نهاد اندر بیابان و برفت
بنده ای مارا ز ما کردی جدا
یا برای فصل کردن آمدی

لاله وگل (برائے درجہ دوم)

ہر کسی را سیرتی بنہادہ ام ہر یکی را اصطلاحی دادہ ام
 در حق او مدح در حق تو ذم در حق او شہد و در حق تو سم
 در حق او نور در حق تو نار در حق او گل و در حق تو خار
 ما برون ننگریم و قال را ما درون بنگریم و حال را
 گر خطا گوید اورا خاطی مگو گر بود پرخون شہید او را مشو
 خون شہیدان را ز آب اولی تراست این خطا از صد صواب اولی تراست
 گر زبانش کج بود معنی ست راست آن کجی ای لفظ مقبول خدا ست

(از مولانا جلال الدین رومی)

مشکل الفاظ کے معانی

شبان	=	چرواہا
کریم	=	بخش کرنے والا، خدا تعالیٰ کا صفاتی نام
اللہ	=	معبود، خدا
کجا	=	کہاں، سوالیہ لفظ ہے
چاکر	=	نوکر
چارق	=	جوتا
روغن	=	تیل، چکنائی
ہمی و ہیمات	=	(کلمہ افسوس)، افسوس
نمط	=	طرح

لالہ وگل (برائے درجہ دوم)

از + این = اس سے	=	زین
آسمان	=	چرخ
ظاہر ہونا، پیدا ہونا	=	پدید آمدن
پاگل ہونا، ہوش و حواس کھو بیٹھنا	=	خیرہ سر شدن
بڑھنا، جسم کا بالیدہ ہونا	=	نشو و نما
تفتن مصدر سے ماضی مطلق ہے۔ گرم ہوا	=	تفت
جنگل کی راہ لینا	=	سر اندر پیدایان نہادون
جوڑنا، ملانا	=	وصل
جدا کرنا	=	فصل
تعریف	=	مدح
برائی	=	ذم
زہر	=	سم
اندر، باطن	=	درون
غلطی کرنے والا	=	خاطی
زیادہ بہتر	=	اولیٰ تر
درست	=	صواب
ٹیڑھا پن	=	کجی



غور کرنے کی باتیں

❖ اس میں ایک اولوالعزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ایک چرواہے کی گفتگو کو ڈرامائی انداز یا مکالمے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

❖ چرواہا اپنی سادگی میں خدا تعالیٰ سے مخاطب تھا۔ جس طرح ایک نوکر اپنے مالک کی خدمت کرتا ہے، اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کی خدمت کرنا چاہتا تھا۔ حضرت موسیٰ کو یہ انداز گفتگو پسند نہیں آیا اور اس کی گستاخی و شوخی پر اس کو خبردار کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ان باتوں سے ناخوش ہوگا اور سزا دے گا۔ بچارہ چرواہا یہ سن کر خوف زدہ ہو گیا۔ اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور جنگل کی راہ لی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے اس طریقہ ہدایت کو پسند نہیں کیا اور کہا کہ میں بندے کے باطن اور خلوص کو دیکھتا ہوں۔ اس کے ظاہری عمل یا باادب طرز گفتگو کو نہیں دیکھتا۔ اس لیے میرا بندہ مجھے جن الفاظ سے مخاطب کرے اور جس طرح مجھ سے محبت و عقیدت کا اظہار کرے، مجھے پسند اور محبوب ہے۔

❖ اس سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ کسی کو نصیحت اس طرح کی جائے کہ اس کو برا نہ معلوم ہو۔

❖ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت کو الگ الگ بنایا ہے۔ کسی کے لیے کوئی لفظ مدح ہے تو دوسرے کے لیے وہی ذم ہے۔ کوئی چیز ہمارے لیے شربت ہے تو دوسرے کے لیے زہر ہے۔ عام مردے کو غسل دینا لازمی ہے، لیکن ایک شہید کو غسل دینا فلت ہے۔

❖ اس سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ اپنے طور و طریقہ کے سوا کسی کو دوسری طرح عمل کرتے ہوئے دیکھیں تو فوراً اسے برا نہ کہیں بلکہ برداشت سے کام لیں۔

مختصر سوالات

- ۱- مولانا روم کہاں پیدا ہوئے تھے؟
- ۲- مولانا کے پیر و مرشد کا کیا نام تھا؟
- ۳- مثنوی معنوی کس کی تصنیف ہے؟
- ۴- شبان و موسیٰ میں کتنے اشعار ہیں؟
- ۵- وحی کس پر نازل ہوتی ہے؟

طویل سوالات

- ۱- مولانا روم کی زندگی کے حالات کو دس جملوں میں لکھیے۔
- ۲- شبان و موسیٰ کی حکایت کو مختصر طور پر اپنے الفاظ میں لکھیے۔
- ۳- اس کہانی سے ہمیں کیا کیا سبق ملتا ہے؟ اختصار سے بیان کیجیے۔
- ۴- ”شوم، دوزم، پنم“ کون سے فعل ہیں اور ان کا کون سا صیغہ ہے؟
- ۵- ”دستکت، پاکت اور جایت“ کے آخر میں ت کیسی ہے اور یہ متصل ہے یا منفصل؟
- ۶- مندرجہ ذیل اشعار کا ترجمہ اور تشریح کیجیے:

(الف) تو برای وصل کردن آمدی
یا برای فصل کردن آمدی

(ب) ما برون ننگریم و قال را
ما درون بنگریم و حال را

(ج) خون شہیدان را ز آب اولیٰ تراست
این خطا از صد صواب اولیٰ تراست

عملی کام

۱- مندرجہ ذیل مصادر سے فعل مضارع بنائیے اور اُن کی گردان لکھیے۔

..... مالیدن

..... بوسیدن

..... کردن

..... سوختن

۲- اس سبق کے متضاد الفاظ کو چلیے۔



رباعی

اس کا لغوی معنی ”چار“ ہے۔ شاعری کی اصطلاح میں رباعی اُس صنف شاعری کو کہتے ہیں جس میں چار مصرعے ہوتے ہیں۔ جس کے پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعے کے آخر میں قافیہ اور ردیف ہوتے ہیں لیکن تیسرے مصرعے کے آخر میں نہیں ہوتا۔ جیسے:

جانم بفدائے آنکہ چون اہل بود سر در قدمش اگر نہم سہل بود

خواہی کہ بدانی بہ یقین دوزخ را دوزخ بہ جہان صحبت نا اہل بود

مندرجہ بالا رباعی کے پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعے کے آخر میں بالترتیب ”اہل، سہل اور اہل“

قافیے ہیں اور ”بود“ ردیف ہے۔ مگر تیسرا مصرعہ قافیہ و ردیف سے عاری ہے۔

رباعی کے اوزان مخصوص ہیں۔ بحر ہزج سے رباعی کے اوزان متعین ہیں۔ رباعی میں عموماً فلسفہ،

تصوف، عشق و محبت، حکمت و اخلاق، سیاست و معاشرت کے مضامین بیان ہوتے ہیں۔

فارسی میں مولانا روم، افضل کوہی، ابن یمن، سرمد اور خیام وغیرہ شعرا نے رباعیاں کہی ہیں۔ اس

کتاب میں خیام اور سرمد کی صرف ۲۲ رباعیاں شامل ہیں۔



عمر خیام

ان کا پورا نام حکیم ابوالفتح عمر بن ابراہیم الخیام تھا۔ یہ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ فلسفہ، نجوم، علم الحساب اور علم ہیئت میں اپنے عصر پانچویں صدی ہجری کے اواخر اور چھٹی



خیام کا مزار

صدی ہجری کے اوائل کے دانشوروں میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ انھوں نے تفریح طبع کے طور پر رباعیاں کہی ہیں۔ لیکن

انھوں نے اپنی رباعیوں میں زندگی کے بارے میں اپنے نظریات، رنج و غم سے پرہیز اور ماضی و مستقبل کی فکر سے دور، حال میں مست رہنے کی تلقین کی ہے۔ ان کی رباعیات کا ترجمہ دنیا کی ہر بڑی زبان میں ہو چکا ہے۔ خیام کا انتقال چھٹی صدی ہجری کی ابتدا میں ہوا۔ نیشاپور میں ہی ان کا مزار ہے۔



رباعیات خیام

(۱)

بیگانہ اگر وفا کند خویش من است
ور خویش جفا کند بداندیش من است
گر زہر موافقت کند تریاق است
ور نوش مخالفت کند عیش من است

مشکل الفاظ کے معانی

بیگانہ	=	غیر
وفا	=	وعدہ کو پورا کرنا
خویش	=	اپنا
بداندیش	=	براسوچنے والا، مراد دشمن
موافقت	=	مطابق ہونا
تریاق	=	زہر کی دوا
نوش	=	شربت
نیش	=	ڈنک مارنا، پہلا مراد زہر ہے



(۲)

ای دوست غمِ جہانِ بیہودہ مخور
بیہودہ غمِ جہانِ فرسودہ مخور
چون بود گذشت و نیست نابود پدید
خوش باش و غمِ جہانِ نابودہ مخور

مشکل الفاظ کے معانی

بیہودہ	=	بیکار، ناشائستہ
فرسودہ	=	گھسا ہوا، پرانا، فرسودن مصدر سے ہے
پدید	=	ظاہر
مخور	=	مت کھاؤ، خوردن مصدر سے فعل نہیں ہے



غور کرنے کی باتیں

✦ مندرجہ بالا رباعی سے خیام کی فطرت اور مزاج پر روشنی پڑتی ہے۔ خیام ایسا شاعر ہے جو دلا کرنے والے کو اپنا دوست اور ہم عصری کرنے والے کو اپنا دشمن اور غیر قصور کرتا ہے۔ کوئی چیز اگر ہمارے مزاج کے موافق ہے تو وہ زہر ہو جانے کے باوجود ہمارے لیے مفید ہے اور اگر کوئی شے ہماری طبیعت سے مناسبت نہیں رکھتی ہے تو وہ شیریں ہونے کے باوجود ہمارے لیے زہر و مہلک ہے کم نہیں ہے۔ اسی حقیقت کو شاعر نے بیان کیا ہے۔ اسی اصول کے مطابق ہمیں بھی اپنی زندگی میں اچھے برے اور دوست دشمن میں تمیز کرنا چاہیے۔ نہ کسی کو باوجود دشمن سمجھنا چاہیے اور نہ ہلا کر۔ ہمدرد دوست سمجھنا چاہیے۔

✦ دوسری رباعی میں خیام نے ماضی و مستقبل کی فکر سے بے نیاز رہنے اور اپنی موجودہ حالت کو ان کی فکر میں خراب نہیں کرنے کی تلقین کی ہے۔

مختصر سوالات

- ۱- رباعی میں کتنے اشعار ہوتے ہیں؟
- ۲- اس کا نام رباعی کیوں ہے؟
- ۳- رباعی کے لیے کون سی بحر مقرر ہے؟
- ۴- خیام کی وظائف کس شہر میں ہوئی تھیں؟
- ۵- فارسی کے رباعی گو شعرا میں سب سے زیادہ کس کی ہے؟



طویل سوالات

- ۱- عمر خیام کی پہلی رباعی کی وضاحت اپنے الفاظ میں کیجیے۔

لالہ وگل (برائے درجہ دہم)

۲- دوسری رہائی میں شاعر نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اگر آپ اس سے اتفاق رکھتے ہیں تو مدلل بیان کیجیے۔

۳- ”جہان فرسودہ“ کون سا مرکب ناقص ہے اور یہ مرکب کیسے بنایا جاتا ہے؟

۴- مخور کون سا فعل ہے اور اس کے بنانے کا کیا طریقہ ہے؟

۵- مندرجہ ذیل مصادر سے فعل بنائیے۔

آمن

رفتن

گفتنی

لخص

عملی کام

۱- مندرجہ ذیل جملوں کا فارسی میں ترجمہ کیجیے:

❖ بری بات سے بچ لو۔

❖ نو بارہ صبح گھاؤ۔

❖ نماز وقت پر ادا کرو۔

❖ برے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔

❖ وقت پر اسکول جاؤ۔



سرمہ

ان کا اصل نام کیا تھا۔ یہ کہہ اور کہاں پیدا ہوئے تھے، اس کا کسی تذکرے میں ذکر نہیں ملتا۔ تاہم یہ آرمینیا کے رہنے والے تھے۔ قبل از یہ یہودی یا عیسائی تھے۔ تجارت پیشہ تھے۔ شاہ جہاں کے دور حکومت میں ہندوستان آئے۔ جب ان سندھ کے علاقہ ٹھٹھ سے ہوا تو ایک لڑکے پر عاشق ہو گئے۔ اس کے عشق میں اس قدر بیخود ہو گئے



کہ چڑوہانہ کیفیت پیدا ہو گئی اور عریاں رہنے لگے۔ دہلی آئے تو داراشکوہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ ان کا معتقد ہو گیا۔ ان کی عریاضیت اور بدعتیگی کی خبر اور رنگ زیب کو ہوئی تو انھوں نے لباس پہننے کی درخواست کی اور کلمہ پڑھنے کو کہا۔ لباس پہننے سے اعتراض کیا اور کلمہ صرف لا الہ الا اللہ تک ہی پڑھا۔ پورا کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ علماء نے کفر کا فتویٰ دیا اور وہ قتل کر دیے گئے۔ یہ واقعہ ۱۶۶۱ء کا ہے۔ قتل کے بعد لوگوں نے انھیں شہید کا لقب دیا۔



رباعیاتِ سرمد

(1)

احوال شد از رشتی احوال پناه
جز لعل خدا نیست دگر ہای پناہ
ہر چند کہ من ضعیف و بلیس قوی ام
لا حول ولا قوۃ الا باللہ

مشکل الفاظ کے معانی

احوال	=	حال کی جمع ہے
رشتی	=	خوابی، برائی
احوال	=	کام، عمل کی جمع
جز	=	سوا
لعل	=	عنائت، بخشش
ہر چند	=	اگرچہ
ضعیف	=	کمزور
قوی	=	مضبوط، توانا
الا	=	مگر

لالہ دگل (برائے اردو دوم)

(۲)

کشاى درى که در کشائده تولى
بشای رهی که ره نمائده تولى
من دست به مچ و بگیری بدم
کایسان طمد لائی اند و پاینده تولى

مشکل الفاظ کے معانی

کھول دو، کشادوں مصدر سے فعل امر ہے	=	کشا
دروازہ، بینیں	=	در
دکھا دے، نمودن مصدر سے فعل امر ہے	=	بشما
ہاتھ پکڑنے والا، مددگار، اسم فاعل سامی ہے	=	دبگیری
میں نہیں دوں گا	=	بدم
لٹا ہونے والا	=	لالی
پائی رہنے والا، پاییدن مصدر سے اسم فاعل لایس ہے	=	پائنده

غور کرنے کی باتیں

- ❖ برا کام کرنے کا انجام بُرا ہوتا ہے۔
- ❖ انسان کی زندگی پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔
- ❖ انسان کمزور ہے۔ ہر وقت اسے شیطان سے خطرہ ہے۔
- ❖ اللہ کی مدد ہی انسان کو گناہ اور شیطان سے بچا سکتی ہے۔
- ❖ اللہ سے ہی ہمیں مدد کی درخواست کرنا چاہیے۔ اس کے سوا کوئی ہماری نصرت کے لائق نہیں ہے۔

مختصر سوالات

- ۱- سرمد کو شاعری کی کس صنف میں شہرت حاصل تھی؟
- ۲- سرمد کی شہادت کس بادشاہ کے زمانے میں ہوئی؟
- ۳- انھیں کس جرم میں قتل کیا گیا؟
- ۴- انسان کے حالات کیوں خراب ہوتے ہیں؟
- ۵- ہمارا اصلی اور دوائی مددگار کون ہے؟

طویل سوالات

- ۱- سرمد کی پہلی رباعی کے آخری مصرعے لاقوۃ الا باللہ کا مفہوم کیا ہے؟
- ۲- شاعر نے رہنمائی اور درکشائی کی درخواست کس سے اور کیوں کی ہے؟ اسے مختصر لفظوں میں بیان کیجیے۔
- ۳- ہمیں فانی ذات سے کیوں نہیں مدد مانگنی چاہیے؟ بیان کیجیے۔
- ۴- ”توئی“ کی ضمیر کس کے لیے استعمال ہوئی ہے اور کیوں؟ جواب دیجیے۔
- ۵- دوسری رباعی کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے۔

۶۔ پہلی رباعی کی روشنی میں ہمارا عمل کیسا ہونا چاہیے۔ اسے مختصر طور پر بیان کیجیے۔

عملی کام

- ۱۔ فعل امر بنانے کا قاعدہ مثال کے ساتھ لکھیے۔
- ۲۔ مندرجہ ذیل مصادر سے فعل امر کی گردان معنی کے ساتھ لکھیے:

کشادن

شمودن

